آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے ۔ لو تمھیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

ریویو آف ریلیجنز

یعنے

دنیا کے مذاہب پر نظر

جلد ۷ بابت ماہ نومبر ۱۹۰۸ء نمبر ۱۱

فہرست مضامین

قادیان ضلع گورداسپور سے ۳۰ نومبر ۱۹۰۸ء کو صدر انجمن احمدیہ کے اہتمام سے شائع ہوا۔ چندہ سالانہ عام طلبا سے عہ

ضروری اطلاع

(۱) **لنگر خانہ**:- سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ نے ایک چٹھی لنگر خانہ کی متعلق رسالہ میں شائع کرنیکو لیئے بھیجی تھی جو رسالہ کے پورا ہونیکے بعد پہنچی۔ اس چٹھی میں وہ تمام احمدی انجمنوں اور احمدی احباب کو لنگر خانہ کی طرف توجہ دلاتے ہیں جس کی آمدنی گذشتہ ماہ میں بہت کم ہوگئی ہے۔ لنگر خانہ کا قیام جس طرح حضرت اقدس علیہ السلام کے وقت میں ضروری تھا تاکہ لوگ یہاں رہ کر دین سیکھیں اب بھی اسکی ویسی ہی ضرورت ہے۔ اور اسکی چندہ کو حضرت صاحب نے جملہ مریدین کیلئے لازمی قرار دیا تھا۔ یہ چندہ ماہ بماہ پہنچتا رہنا چاہیئے تاکہ ادائگی اخراجات میں حرج واقع نہ ہو قحط اور بیماریوں نے بلاشبہ بہتوں کو تنگ دست کر دیا ہے مگر صدقات سے رد بلا ہوتی ہے۔ اور یہ چندہ بھی صدقات میں داخل ہیں کیونکہ انسے علاوہ مہمانوں کے اور اہل بیت کے محتاجوں کی خبر گیری بھی ہوتی ہے۔

(۲) **بدر**:- اخویم مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر بدر اطلاع دیتے ہیں کہ اخبار بدر کی قیمت آئندہ سال سے بجائے للعہ کے عا کر دیگئی ہے تاکہ کم آمدنی والے احباب بھی اسے خرید سکیں۔ اخبار کے ساتھ تفسیر القرآن جس میں حضرت مولوی صاحب کے نوٹ ہونگے الگ بطور ضمیمہ شائع ہوگی اور دونوں کا چندہ للعہ سالانہ ہوگا چھ ماہ کیلئے نصف قیمت مگر اس سے کم مدت کے لیئے اخبار جاری نہ ہوگا۔

(۳) حیدر آباد کے طوفان کی تباہی میں اللہ تعالیٰ نے اس کشتی نوح میں بیٹھنے والوں کو کل کو محفوظ رکھا۔ فالحمد للّٰہ علی ذالک۔ مفصل پھر۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مہدی آخرزمان

پیشگوئی کا پورا ہونا

مقام ظہور مہدی

سلسلہ کے لیئے ملاحظہ ہو ریویو آف ریلیجنز ماہ اکتوبر ۱۹۰۸ء

پنجم۔ ایک روایت میں مہدی کا مقام ظہور قریہ کریمہ یعنی ایک پاک گاؤں بیان کیا گیا ہے ملاحظہ ہو حدیث الغاشیہ صفحہ ۳۴۹۔ اس روایت سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ مہدی کا مقام ظہور مکہ یا مدینہ نہ تھا۔ کیونکہ اگر مہدی نے مکہ یا مدینہ میں ظاہر ہونا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غیر معین طور پر یہ نہ فرماتے کہ مہدی قریہ کریمہ یعنی ایک پاک گاؤں میں پیدا ہوگا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مہدی کا مقام ظہور مکہ یا مدینہ نہ تھا بلکہ کوئی اور گاؤں تھا جس نے مہدی کا مولد و جائے ظہور ہونیکا شرف حاصل کرکے قریہ کریمہ کا خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا۔ یہ روایت اُس دوسری حدیث کی تائید کرتی ہے جس میں لکھا ہے

کہ مہدی ایک گاؤں کدعہ نامی میں ظاہر ہوگا۔

علماء ہمیں یہ سنایا کرتے تھے کہ کدعہ یمن میں ایک بستی ہے۔ ممکن ہے کہ ابتدائے اسلام میں اس نام کا کوئی گاؤں ملک یمن میں ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ راویوں نے اس گاؤں پر اس نام کو چسپاں کرنے کے لیئے اس میں کچھ تغیر و تبدل کرکے اسکو کدعہ کی شکل میں ڈھال دیا ہو مگر خدا نے نہ چاہا کہ اس نام کا کوئی گاؤں ملک یمن میں رہنے دے تا مہدی کے ظہور کے وقت اشتباہ واقعہ نہ ہو اور کوئی یہ نہ کہے کہ کدعہ سے مراد قادیان نہیں ہے بلکہ فلاں گاؤں ہے جو ایک فلاں ملک میں واقع ہے اس لیئے خدائے تعالیٰ نے اگر اس نام کا کوئی گاؤں تھا بھی تو اس کو صفحہ زمین سے مٹا دیا تا آخر زمانہ کے مولوی اپنی انگلیاں اٹھا اٹھا کر اس کی طرف اشارہ نہ کریں۔ اب کدعہ نام کا کوئی گاؤں ملک یمن میں نہیں ہے (ملاحظہ ہو حجج الکرامہ صفحہ ۳۵۸) اب مولویوں کو چاہیئے کہ دنیا کے کسی گوشہ میں ایک گاؤں کدعہ نامی آباد کریں۔ اگرچہ انکے لیئے اس نام کا گاؤں آباد کرنا تو شاید ممکن ہو مگر مہدی کو ایسے آباد کیئے ہوئے گاؤں میں پیدا کرنا تو ان کے بس میں نہیں ہے۔ اگر قادیان کدعہ نہیں ہے تو وہ کدعہ دنیا میں دکھائیں کہ کہاں ہے۔ اگر کوئی تھا تو خدائے تعالیٰ نے اس کو دنیا کے صفحہ سے اٹھا دیا ہے اب قادیان ہی کدعہ کہلا سکتا ہے جہاں مہدی پیدا ہوا۔

ششم۔ مذکورہ بالا احادیث کے علاوہ اور بھی دلائل ہیں جن سے مہدی کا مشرق میں ظاہر ہونا ثابت ہوتا ہے۔ یہ امر مسلم ہے کہ مہدی وہی کام کرے گا جو مسیح کریگا۔ اور میں پہلے ثابت کر چکا ہوں کہ مسیح اور مہدی دو الگ شخص نہیں ہیں بلکہ یہ دونوں لفظ ایک ہی شخص کے دو خطاب ہیں۔ مسیح موعود کا ایک

کام قتل دجال ہے اور مہدی بھی مسیح موعودؑ کا ہی دوسرا نام ہے اس لیئے دوسرے الفاظ میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ مہدی موعودؑ دجال کو قتل کریگا۔ دجال کے متعلق یہ سب کا اتفاق ہے کہ وہ مشرق میں ظاہر ہوگا۔ صدیق حسن خاں دجال کا ذکر کرتے ہوئے حجج الکرامہ کے صفحہ ۴۰۸ پر لکھتا ہے۔ اما محل خروجش پس مشرق است جزماً۔ یعنی یہ یقینی اور فیصلہ شدہ بات ہے کہ دجال کا ظہور مشرق میں ہوگا۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مہدی بھی مشرق ہی میں ظاہر ہونا چاہیئے۔ کیونکہ جہاں بدی ہوگی۔ اُس بدی کا علاج بھی اُسی جگہ ہونا چاہیئے۔ صدیق حسن خاں اسکے متعلق لکھتا ہے مشرق چنانکہ محل فتن است ہمچناں محل صلاح و ایمان نیز ہست۔ یعنی چونکہ مشرق ہی میں فتنے ظاہر ہونگے اس لیئے ضروری ہے کہ مشرق ہی اصلاح کا مقام ہو اور مشرق ہی میں ایمان دوبارہ قائم کیا جاوے (حجج الکرامہ صفحہ ۴۰۸)۔ مکہ و مدینہ مقام ظہور مہدی نہیں ہو سکتے تھے کیونکہ یہ دونوں امن کی جگہ ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے اور قرآن شریف سے ظاہر ہوتا ہے کہ مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ دجال سے امن میں رہیں گے۔ نہ ہی خراسان اور دوسرے مقامات جن کا روایات میں ذکر آیا ہے مقام ظہور مہدی موعودؑ ہو سکتے تھے کیونکہ یہ سب اسلامی مقامات ہیں اور اسلام کے سوا وہاں کوئی اور مذہب نہیں۔ وہ شر کا مرکز نہیں ہیں اور اس لیئے وہ مہدی کے ظہور کے لیئے موزون مقامات نہیں تھے۔

ہفتم۔ مشرق میں مہدی کے ظاہر ہونے کی ایک اور دلیل یہ ہے کہ مہدی نے بطور حامیٔ اسلام ظاہر ہونا تھا۔ اور اس کے ذریعہ سے اسلام کو دوسرے مذاہب پر فتح حاصل ہونی تھی۔ اُس نے اسلام کا پہلوان بنکر آنا تھا اور مذاہب باطلہ کے لشکر کو شکست دیکر اسلام کو فاتح بنانا اور اُس کے روشن چہرہ کو چمکانا تھا۔ اب چاروں طرف نظر اُٹھا کر دیکھو کہ وہ کونسا ملک ہے جو مذاہب کا دنگل گاہ ہے وہ کونسی زمین ہے

جہاں مختلف مذاہب کے لشکروں نے ڈیرہ لگایا ہوا ہے۔ اور وہ کونسا دنیا کا حصہ ہے جو ایک عرصہ سے مذاہب کا کُشتی گاہ بنا ہوا ہے۔ سب طرف نظر اُٹھا کر دیکھو ہند کی سرزمین کے سوا اور کوئی ملک تمھیں نظر نہیں آئے گا جو ایک عرصہ سے مذاہب کے لیئے میدانِ کارزار کا کام دیتا ہو۔ پس بتاؤ اگر مہدی نے آکر اسلام کی طرف سے لڑنا تھا۔ اگر اُس نے اسلام کی حمائت میں آکر براہین کی تلوار چلانی تھی تو اُسکو کس ملک میں آنا چاہیئے تھا۔ جنگ کرنیوالے کو میدان جنگ میں آنا چاہیئے۔ یہ تعجب کی بات ہے کہ اسلام کو ہند میں ایک بہادر پہلوان کی ضرورت ہو جو اُس کی حمائت میں دلائل کی تلوار اُٹھائے اور جو مخالف اُسپر اعتراضوں کے تیر چلا رہے ہیں اور رنگ رنگ کے حملوں سے اُسکو مٹانا چاہتے ہیں اُسکا دفعیہ کرے ہی مگر وہ پہلوان اُسجگہ نہ آئے جہاں اُسکی ضرورت تھی بلکہ ایسی جگہ آئے جہاں اُسکا آنا نہ آنا برابر ہے اور اسلام کو اُس جنگ میں اُس سے کوئی مدد نہ ملے۔ اگر مہدی اسلام کا حامی تھا اور اگر اُس نے حمائت اسلام کے لیئے اور مخالفوں کا سر توڑنے کے لیئے آنا تھا تو اُس کو ہند کی ولائت میں ہی آنا چاہیئے تھا۔ نہ خراسان میں نہ مدینہ میں۔ اور نہ مکہ میں نہ دمشق میں۔

ہشتم۔ ایک اور دلیل جس سے مہدی کا مشرق میں آنا ثابت ہوتا ہے یہ ہے کہ بہت سی ایسی علامتیں ہیں جن کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ مشرق میں ظاہر ہونگی مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یطلع من المشرق قبل خروج المھدی نجم لہ ذنب یضیئ۔ یعنی مشرق سے ایک ستارہ نکلیگا جس کی ایک روشن دُم ہو گی۔ پھر مہدی کی علامات میں فرمایا کہ مشرق کی طرف سے **ذُو الْسِنِّیْن** ستارہ نمودار ہوگا۔ (ملاحظہ ہو حجج الکرامہ صفحہ ۳۴۴) پھر حسین بن علی سے روایت ہے اذا رأیتم

علامة من السماء نارًا عظيمة من قبل المشرق تطلع ليلا فعندها فرج الناس وهي اقدام المهدی یعنی جب تم آسمان میں ایک نشان دیکھو یعنی مشرق میں ایک آگ دیکھو تو اُمید کرو کہ خدائے تعالیٰ عنقریب مسلمانوں کی مدد کرنیوالا ہے یعنی مہدی آنیوالا ہے اس آگ کا نمودار ہونا مہدی کی علامات میں شمار کیا جاتا ہے ملاحظہ ہو حج الکرامہ صفحہ ۳۴۴ و اقتراب الساعہ صفحہ ۶۷۔
اور کئی علامات مہدی ایسی ہیں کہ اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے ظہور کے لیئے کوئی خاص مقام بیان نہیں فرمایا مگر وہ زیادہ تر مشرق میں ہی نمودار ہوئیں مثلاً طاعون۔ قحط۔ کثرت ارتداد وغیرہ جنکا ذکر انشاء اللہ تعالیٰ آگے چلکر کروں گا۔ بہت سی علامات کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ وہ مشرق میں ظاہر ہونگی اور بہت سی اور علامتوں کا مشرق ہی میں زیادہ تر ظاہر ہونا اس بات کی ایک دلیل ہے کہ جس وجود با برکت کے لیئے ان چیزوں نے علامات کا کام دینا تھا اُس نے مشرق میں ہی ظاہر ہونا تھا تا وہ اُس کے ظہور کی سرزمین میں نمودار ہو کر اُس کی صداقت کی شہادت دیں۔
نہم۔ یسعیا نبی نے بھی آخر زمانہ میں مشرق کی سرزمین میں ایک راستباز اور صادق کے پیدا ہونے کی خبر دی ہے۔ ملاحظہ ہو یسعیا باب ۴۱ آیت ۲۔ یسعیا کی یہ پیشگوئی مہدی موعود پر ہی صادق آسکتی ہے اور اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ ابتداء سے مہدی کے ظہور کے لیئے مشرق کی زمین ہی مقدر تھی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔
دہم۔ مہدی کے ظہور کے لیئے مختلف مقامات بیان کیئے گئے تھے۔ اسلیئے یہ ممکن نہیں تھا کہ مہدی ان سب مقامات میں ظاہر ہو۔ وہ صرف ایک ہی مقام میں ظاہر ہو سکتا تھا۔ اُن مقامات میں سے ایک مقام مشرق بھی تھا سو واقعات نے ثابت کر دیا کہ ان مختلف مقاموں میں سے جس مقام میں مہدی کے لیئے ظاہر ہونا مقدر تھا وہ

مشرق ہی تھا۔ اب یہ جھگڑا کرنا بے سود ہے کہ مہدی فلاں مقام میں کیوں ظاہر نہیں ہوا۔ مہدی نامزد وہ مقاموں میں سے صرف ایک ہی مقام میں ظاہر ہوسکتا تھا۔ سو وہ ایک میں ظاہر ہوگیا۔ پھر جس مقام میں وہ ظاہر ہوا ہے وہ ایسا مقام ہے جس کے بارے میں شہادت بھی زبردست ہے اور ایک روایت نہیں بلکہ کئی روایتیں اور کئی دلائل اس کی تائید کرتے ہیں اب انصاف پسند آدمی کے لیئے انکار کی کوئی گنجایش باقی نہیں رہتی۔ واقعات نے ایک مقام کو منتخب کرلیا اور شہادت قویہ بھی اُسی کی تائید کرتی ہے مہدی نے ایک طرف مشرق میں ظاہر ہوکر اُن احادیث کو پورا کیا جن میں لکھا تھا کہ مہدی مشرق میں ظاہر ہوگا دوسری طرف قادیان میں پیدا ہوکر کدعہ والی حدیث کو پورا کیا پس وہ ایسے مقام میں ظاہر ہوا جسکی صرف ایک حدیث تصدیق نہیں کرتی بلکہ کئی احادیث تصدیق کرتی ہیں۔ اس کے متعلق ہمارا یقین اور بھی بڑھتا ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ جس حدیث کی بنا پر بڑے وثوق سے کہا جاتا تھا کہ مہدی مدینہ میں پیدا ہوگا اور مکّہ میں ظاہر ہوگا وہ حدیث مہدی موعود کے متعلق نہیں بلکہ عبداللہ بن زبیر کے متعلق ہے اور خراسان والی روایت عباسی خلفاء کے زمانہ میں پوری ہوچکی ہے۔ ان امور کو دیکھکر ہمارا یقین اور بھی بڑھتا ہے کہ مہدی کے لیئے مقام ظہور مشرق ہی ہونا چاہیئے تھا۔

مہدی کا نسب

مَیں پہلے دکھا آیا ہوں کہ مختلف خاندانوں نے مہدی کی نسبت دعویٰ کیا کہ وہ اُن میں سے ہوگا۔ چونکہ مہدی کی نسب کے متعلق احادیث میں خود پھوٹ پڑی ہوئی ہے اس لیئے ہمیں چنداں ضرورت نہ تھی کہ ہم ان روایات پر کوئی بحث کرتے۔ مگر ایک امر کی وجہ سے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ نسب کے سوال پر بھی کچھ بحث کیجاوے اگرچہ روایتوں میں مہدی کے نسب کے بارے میں اتفاق نہیں اور کئی خاندان اس بات

کے مدعی ہیں کہ مہدی ہم میں سے ہوگا۔ لیکن مسلمانوں نے ایک خاندان کے دعویٰ پر زیادہ توجہ کی ہے اور آجکل مسلمانوں کا عام خیال یہ ہے کہ مہدی بنی فاطمہ میں سے پیدا ہوگا پس مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مہدی کے فاطمی ہونے کے سوال پر کچھ غور کیا جاوے۔

مَیں اس مضمون کے ایک پہلے حصہ میں مسیح اور مہدی کا ایک ہونا ثابت کر چکا ہوں۔ اس سے مہدی کے نسب کا سوال حل ہو جاتا ہے۔ مسیح ہی مہدی موعود تھا اس لیئے مہدی موعود فاطمی نہیں ہو سکتا تھا۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسیح کے زمانہ میں قریش سے امامت چھین لی جائے گی (ملاحظہ ہو حجج الکرامہ صفحہ ۴۲۵) اور مسیح موعود کے متعلق فرمایا اماماً منکم یعنی وہ تم میں سے تمہارا ایک امام ہوگا کسی خاص خاندان کا نام بیان نہیں فرمایا۔ اب چونکہ ثابت ہو چکا ہے کہ مسیح اور مہدی ایک ہی ہیں اور مسیح موعود کے متعلق کسی مسلمان کا اعتقاد نہیں ہے کہ وہ فاطمی ہوگا اس لیئے ہم مہدی موعود کے فاطمی ہونے کے عقیدہ کو خیر باد کہہ سکتے ہیں اور ان روایتوں کو بھی اُسی فہرست میں رکھ سکتے ہیں جس میں دوسری روایتیں رکھی جاتی ہیں جن میں لکھا ہے کہ مہدی موعود بنی عباس میں سے یا کسی اور خاندان میں سے ہوگا۔ لیکن میرے خیال میں ضروری نہیں کہ فاطمی مہدی والی روایات کو بالکل رد کر دیا جاوے۔ اور مَیں یہ بالکل ممکن خیال کرتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہو کہ مہدی میرے اہل بیت میں سے ہوگا مگر میری رائے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ کو ٹھیک طور پر سمجھا نہیں گیا۔ ابن ماجہ میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا المهدی منا اهل البیت یصلحه الله به فی لیلة یعنی مہدی ہم میں سے میرے اہل بیت میں سے ہے خدائے تعالیٰ ایسے وقت میں جب گناہوں کی

تاریکی پھیلی ہوئی ہو گی اُس کے ذریعہ اصلاح اُمّت کرے گا یعنی وہ مجدد ہو گا۔
لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ یہاں منا اھل البیت (ہم میں سے میرے اہل بیت
میں سے) کے یہ معنے نہیں کہ مہدی موعود کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی
ظاہری خاندانی رشتہ ہو گا بلکہ اس کے معنے یہ ہیں کہ مہدی موعود روحانی طور پر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ رکھتا ہو گا۔ اگر کوئی پوچھے کہ اس کا کیا ثبوت
ہے کہ منا اھل البیت سے جسمانی اور خون کا تعلق مراد نہیں ہے بلکہ روحانی
رشتہ مراد ہے تو اُسکا جواب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعینہٖ یہی الفاظ
سلمان فارسی کے متعلق استعمال فرمائے تھے اور فرمایا تھا کہ سلمان منا
اھل البیت یعنی سلمان ہم میں سے میرے اہل بیت میں سے ہے حالانکہ
سب جانتے ہیں کہ سلمان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی ظاہری جسمانی
رشتہ نہ تھا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ان الفاظ کے استعمال کرنے سے یہ مراد
تھی کہ سلمان کو ہم سے روحانی اتحاد ہے۔

جو الفاظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا حدیث میں مہدی کے
متعلق استعمال فرمائے وہی الفاظ بغیر کسی فرق کے سلمان فارسی کے حق میں
استعمال فرمائے۔ پس کوئی وجہ نہیں ہے کہ ان الفاظ کی بنا پر یہ زور دیا جاوے
کہ مہدی موعود ضرور ہی ظاہری طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی فاطمہ رضؓ
کی اولاد سے ہونا چاہیئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد صرف روحانی اتحاد
بیان کرنا تھا اس سے زیادہ نہیں۔ ان معنوں کی قرآن مجید بھی تائید کرتا ہے
کیونکہ وہ بھی انبیاءؑ کی صورت میں ظاہری رشتہ کو رشتہ قرار نہیں دیتا بلکہ کسی
نبی سے رشتہ رکھنے کے لیئے روحانی تعلق معیار ٹھہراتا ہے۔ قرآن شریف کے
رُو سے صرف اسی صورت میں کوئی شخص کسی نبی کی اولاد کہلا سکتا ہے جب وہ

صالح ہو اور نبی سے روحانی پیوستگی رکھتا ہو ورنہ خواہ وہ حقیقی بیٹا ہی کیوں نہ ہو خدا کے نزدیک وہ نبی کا بیٹا نہیں کہلا سکتا۔ جب حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کے حق میں دعا کرتے ہوئے عرض کی ان ابنی من اھلی یعنی میرا بیٹا میرے اہل بیت میں سے ہے تو خدائے تعالیٰ نے دعا کو نامنظور کر کے فرمایا انہ لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح۔ یعنی وہ تیرا اہل نہیں کہلا سکتا ہے کیونکہ وہ نیکوکار نہیں ہے۔ اس سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ قرآن شریف کے رُو سے اہل سے مراد روحانی رشتہ ہے صرف جسمانی رشتہ سے کوئی شخص کسی نبی کا اہل نہیں کہلا سکتا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم نے بھی لفظ اہل بیت اسی روحانی معنے میں استعمال کیا جب آپ نے مہدی کے متعلق اور سلمان فارسی کے متعلق فرمایا منا اھل البیت۔ یہ بات ایک اور حدیث سے صاف ہو جاتی ہے ابو داؤد میں ہے لو لم یبق من الدنیا الا یوم لطول اللہ ذٰلک الیوم حتّٰی یبعث فیہ رجلاً منی او من اھل بیتی یوا طئ اسمہ اسمی و اسم ابیہ اسم ابی۔ یعنی اگر دنیا کا ایک دن بھی باقی رہ گیا تو خدائے تعالیٰ اُس دن کو لمبا کر دیگا یہانتک کہ مبعوث کرے اس میں ایک شخص مجھ میں سے یا میرے اہل بیت میں سے اُس کا نام میرے نام کے مطابق ہوگا اور اُس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے مطابق ہوگا۔ راوی کو شک ہے آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم نے منی (مجھ سے) فرمایا یا من اھل بیتی (میرے اہل بیت میں سے) فرمایا۔ اس سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ منی اور من اھل بیتی کے ایک ہی معنے ہیں۔ ابو داؤد اور حکم میں ایک اور حدیث ہے جس میں صرف منی کا لفظ آیا ہے من اھل بیتی کا لفظ نہیں آیا۔ چنانچہ حدیث کے الفاظ حسب ذیل ہیں المھدی منی اجلی الجبھۃ الحدیث یعنی مہدی مجھ میں سے ہے روشن پیشانی والا وغیرہ۔

اب دیکھنا چاہیئے کہ ان دو حدیثوں میں جو منی (مجھ سے) کا لفظ آیا ہے اسکے کیا معنے ہیں۔ اس مضمون کے ایک گذشتہ حصہ میں میں ایک حدیث نقل کرچکا ہوں جس میں بعینہ یہ لفظ آتا ہے اُس سے معلوم ہوجائیگا کہ لفظ منی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کن معنوں میں استعمال کیا ہے وہ حدیث حسب ذیل ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیر ھٰذہ الامۃ اولھا و اٰخرھا۔ اولھا فیھم رسول اللّٰہ صلعم و اٰخرھا فیھم عیسی بن مریم و بین ذٰلک فیج اعوج لیسوا منی ولست منھم۔ یعنی اس اُمّت کا اوّل وآخر سب سے بہتر ہے اس اُمّت کا پہلا گروہ اس لیئے سب سے بہتر ہے کہ ان میں خدا کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے اور اسکا آخری گروہ اس لیئے بہتر ہے کہ اُن میں عیسی بن مریم ہوگا۔ اور ان دونوں گروہوں کے درمیان کے لوگ ایک ٹیرھا گروہ ہیں وہ مجھ سے نہیں اور نہ میں اُن سے ہوں اس حدیث میں منی (مجھ سے) سے مراد کوئی جسمانی رشتہ نہیں بلکہ روحانی تعلق مراد ہے اگر اس حدیث میں لیسوا منی (وہ مجھ سے نہیں) کے یہ معنے ہیں کہ ان لوگوں کا میرے ساتھ کوئی روحانی تعلق نہیں نہ یہ کہ ان لوگوں کا میرے ساتھ کوئی نسبی اور جسمانی تعلق نہیں ہے تو المھدی منی کے یہ معنے ہونے چاہیئے کہ مہدی کا اور میرا روحانی رشتہ ایسا ہوگا کہ گویا ہم ایک ہی ہیں نہ یہ کہ مہدی میری اولاد میں سے ہوگا جو کچھ میں اوپر لکھ چکا ہوں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر ہم مان لیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہدی کی نسبت فرمایا کہ وہ مجھ میں سے ہوگا یا میرے اہل بیت میں سے ہوگا یا ان الفاظ کے ہم معنی کوئی اور لفظ استعمال فرمایا تو اس میں کچھ حرج کی بات نہیں کیونکہ ان الفاظ سے روحانی اتحاد مراد ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعینہ یہی الفاظ ایسے اشخاص کے متعلق استعمال فرمائے جہاں کوئی نسب کا

تعلق مراد نہیں تھا بلکہ صرف روحانی تعلق مراد تھا۔

میں یہ بھی ممکن خیال کرتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لڑکی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو مخاطب کر کے فرمایا ہو کہ مہدی تجھ میں سے ہوگا کیونکہ احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سلسلہ نسب میں بعض سیّد زادیاں بھی تھیں۔ اور اسطرح آپ حضرت فاطمۃ الزہرا کے خون سے بھی حصہ رکھتے تھے۔ نیز آپنے ایک کشف میں حضرت فاطمہؓ اور حسنؓ اور حسینؓ کو دیکھا اور آپ کا سر مبارک حضرت فاطمہؓ کی ران پر تھا اور وہ آپسے اسطرح پیار کرتی تھیں جسطرح ماں اپنے بچے سے پیار کرتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ روحانی عالم میں آپ حضرت فاطمہؓ کی اولاد میں شمار کیئے جاتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان روایتوں میں کچھ حق ہے جن میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہدی مجھ میں سے یا میرے اہل بیت میں سے ہوگا مگر غلطی سے ان الفاظ کو جسمانی رنگ میں سمجھا گیا۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہدی کے متعلق کچھ فرمایا تو اس سے مراد صرف روحانی مشابہت تھی۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں تھا اور جو کچھ اس سے بڑھکر بیان کیا جاتا ہے وہ مبالغہ ہے حق اتنا ہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منّی یا من اھل بیتی کہکر روحانی مشابہت کی طرف اشارہ فرمایا مگر ظاہری الفاظ پر اور جسمانی معنوں پر زیادہ زور دیا گیا ہے اور عباسیوں کی حرافت کی وجہ سے بہت کچھ مبالغہ کیا گیا ہے۔

یہ بات کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد جسمانی رشتہ نہیں تھا اس سے بھی ظاہر ہے کہ بعض احادیث میں مہدی کی نسبت صرف اتنا ہی بیان کیا گیا ہے کہ وہ اُمت میں سے ہوگا چنانچہ ابوداؤد میں ابوسعید الخدری سے روایت ہے

قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول یخرج رجل من

اُمتی یقول بسنتی الحدیث ابوسعید کہتا ہے کہ مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ میری اُمت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جو میری سُنت کی تعلیم دیگا اور زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیگا۔ نیز بزار و طبرانی ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہدی اُمت میں پیدا ہوگا۔

احادیث سے اگر مہدی کے خاندان کے متعلق کچھ ثابت ہوتا ہے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ فارسی الاصل ہوگا۔ مَیں گذشتہ پرچہ میں ثابت کر آیا ہوں کہ رجل فارسی الاصل اور مسیح اور مہدی ایک شخص کے مختلف نام ہیں۔ اُن دلائل کے یہاں دُہرانے کی ضرورت نہیں اور احمد قادیانی علیہ الرحمۃ ضرور فارسی الاصل تھے۔ آپکے بزرگ سمرقند سے بابر بادشاہ کے عہد میں ہندوستان میں تشریف لائے تھے۔ الغرض کئی دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ مہدی نے حسن یا حسینؓ کی اولاد سے نہیں ہونا تھا (۱) ملکی حرافت کے زمانہ میں مختلف خاندان ایک دوسرے کے ساتھ ضد کر کے یہ دعویٰ کرتے تھے کہ مہدی ہم میں سے ہوگا۔ (۲) جن احادیث میں ان مختلف خاندانوں کی طرف سے یہ دعویٰ پایا جاتا ہے کہ مہدی ہم میں سے ہوگا وہ سب مجروح ہیں۔ (۳) اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہدی مجھ سے یا میرے اہل بیت سے ہوگا تو اس سے مراد صرف روحانی مشابہت تھی ظاہری نسب مراد نہیں تھی۔ (۴) مسیح موعودؑ کے زمانہ میں کوئی قریشی امام نہیں ہو سکتا تھا۔ (۵) مہدی موعودؑ مسیح موعود کا ہی دوسرا نام ہے اور مسیح موعودؑ نے حسن یا حسین کی اولاد میں سے نہیں ہونا تھا بلکہ اُس کی نسبت آنحضرت صلعم نے فرمایا امامکم منکم یعنی تم میں سے تمہارا ایک امام ہوگا یعنی اس کے متعلق عام طور پر فرمایا کہ وہ اس اُمت میں سے

ہوگا۔ حسن رضؓ یا حسینؓ کی اولاد سے نہیں فرمایا۔ (۶) مہدی موعودؑ کے متعلق ایسی احادیث بھی ہیں جن میں اُسکا عام طور پر اُمّت میں سے پیدا ہونے کا ذکر ہے کسی خاندان کا ذکر نہیں۔ (۷) مہدی موعودؑ بجائے اس کے کہ حسن رضؓ یا حسینؓ کی اولاد سے ہو فارسی الاصل ہونا چاہیئے تھا

مہدی موعود کا نام

بعض احادیث میں لکھا ہے کہ اُس کا نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے مطابق ہوگا اور اس کے باپ کا نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد کے نام پر ہوگا۔ ان احادیث کی بنا پر کہا جاتا ہے کہ مہدی موعودؑ کا نام محمد بن عبداللہ ہوگا۔ میں پہلے بیان کرچکا ہوں کہ منکرین مہدی کا قول ہے کہ یہ حدیث اُس زمانہ میں جبکہ بنی فاطمہ تخت گیری کی کوشش کر رہے تھے ایک شخص محمد بن عبداللہ پر چسپاں کرنے کے لیئے بنائی گئی تھی جسکی نسبت زید شہید نے مرتے وقت خلافت کے لیئے سفارش کی تھی۔ لیکن اگر اس قول کو رد بھی کر دیا جائے تو ان احادیث کے یہ معنے نہیں کہ مہدی موعود کو ماں باپ کی طرف سے محمد بن عبداللہ کا نام دیا جاویگا اور لوگوں میں اس کا نام محمد بن عبداللہ مشہور ہوگا۔ مہدی موعودؑ نے دو حیثیتوں میں ظاہر ہونا تھا ایک حیثیت اسکی یہ تھی کہ اُس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ و نائب ہو کر آنا تھا۔ دوسری حیثیت اُس کی یہ تھی کہ اُسنے اسرائیلی مسیح کے لیئے مثیل ہو کر آنا تھا سو دوسری حیثیت کے لحاظ سے یعنی مثیلیت مسیح کے لحاظ سے پیشگوئی میں اُسکا نام عیسی بن مریم رکھا گیا اور پہلی حیثیت کے لحاظ سے یعنی آنحضرت صلعم کی نیابت کے لحاظ سے یا یوں کہو کہ مہدویت کے لحاظ سے اُس کا نام محمد بن عبداللہ تھا۔ افسوس کی بات ہے کہ آجکل کے مسلمانوں میں پیشگوئیوں کا فہم بھی نہیں رہا۔

حالانکہ اس قسم کی پیشگوئیوں کے سمجھنے کے لیئے ہمارے پاس مثالیں بھی موجود ہیں یوحنا بپتسمہ دینے والے کا نام خدائے تعالیٰ کے کلام میں ایلیا رکھا گیا۔ اسی طرح مہدی مسیح کا نام اُس کی دو حیثیتوں کے لحاظ سے عیسٰی بن مریم و محمد بن عبداللہ رکھا گیا۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ پیشگوئیوں میں جو نام دیئے جاتے ہیں وہ صفاتی نام ہوتے ہیں اور یہ خیال کرنا غلطی ہے کہ جب تک موعود اسی نام کے ساتھ لوگوں میں مشہور نہ ہو جو نام پیشگوئی میں اُس کو دیا گیا ہے اسکو قبول نہ کرنا چاہیئے۔ دیکھو تم خود مانتے ہو کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے اپنے بعد احمدؐ کے آنیکی خبر دی اور تم اس پیشگوئی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر لگاتے ہو حالانکہ آپ کا نام جو ماں نے آپ کو دیا اور جو لوگوں میں مشہور تھا وہ محمدؐ تھا نہ احمدؐ۔ نبوت سے پہلے کون آپ کو احمدؐ کر کے پکارتا تھا پھر تم احمدؐ کی پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کیوں لگاتے ہو۔❋ غرض پیشگوئیوں کے نام صفاتی نام ہوتے ہیں اور یہ خیال کرنا جہالت ہے کہ جب تک موعود اُسی نام سے لوگوں میں مشہور نہ ہو جو نام اسکو پیشگوئی میں دیا گیا ہے اُسکو سچا نہیں ماننا چاہیئے۔ بائبل کو پڑھو اُسکی پیشگوئیوں میں تم ایسے نام کثرت سے پاؤ گے کیا تم میں ایسے مدعی پہلے پیدا نہیں ہو چکے جنکا نام محمد بن عبداللہ تھا مگر پھر تم نے اُنکو قبول نہ کیا حالانکہ اُنکو والی پیشگوئی تمھارے ہی معنوں میں اُنکے حق میں پوری ہو چکی تھی مدعی نام سے نہیں پہچانے جاتے بلکہ اپنے نشانوں سے شناخت کیئے جاتے ہیں۔ غرض چونکہ آخری زمانہ کے موعودؑ کی دو حیثیتیں تھیں اس لیئے وہ دو ناموں کے ساتھ دنیا میں آیا۔ مسیحیت کے لحاظ سے وہ عیسٰی بن مریم تھا اور مہدویت کے لحاظ سے وہ محمد بن عبداللہ تھا۔ اسی روحانی مشابہت کے واسطے مہدی موعود کے حق میں ایک روایت میں لکھا ہے یشبہہ فی الخلق ولا یشبہہ فی الخُلق یعنی مہدی موعودؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے خُلق و صفات

❋ شاہ عبدالقادر اپنی کتاب موضح القرآن میں آیت یأتی من بعدی اسمہ احمد پر مندرجہ ذیل نوٹ لکھتے ہیں "حضرتؐ کا نام دنیا میں محمدؐ رکھا گیا اور فرشتوں میں احمدؐ ہے" ملاحظہ ہو حاشیہ ترجمہ

میں مشابہ ہوگا نہ جسمانی طور پر۔

بعض احادیث میں مہدی موعودؑ کا نام احمد بھی آیا ہے اور اس نام سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ مہدی موعودؑ احمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے روحانی یگانگت رکھتا تھا۔

وہ علامات جو احمدؑ کی ذات اور زندگی میں پوری ہوئیں

احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی کا ایک اور ثبوت اس بات میں پایا جاتا ہے کہ وہ تمام علامات جو مہدی کے وجود باجود میں اور اس کی زندگی میں پوری ہونی تھیں وہ احمدؑ کی مقدس ذات اور زندگی میں پوری ہوگئیں۔ ان میں سے بعض کو یہاں لکھا جاتا ہے۔

ا۔ عن کعب قال یطلع من المشرق قبل خروج المھدی نجم له ذنب یضئی اخرجه نعیم۔ یعنی مہدی کے ظاہر ہونیسے پہلے مشرق کی طرف سے ایک ستارہ نکلیگا جسکی ایک دم ہوگی نہایت روشن" حدیثوں میں اس ستارہ کا نام ذوالسنین بھی ہے۔ یہ ستارہ ۱۸۸۲ء میں حضرت مہدی علیہ السلام کی زندگی میں نکلا تھا جبکہ آپنے ابھی مہدیت کا دعویٰ نہیں کیا تھا اسکی دم مور کی دم کی طرح لمبی اور روشن تھی اور طلوع آفتاب سے پہلے وہ آسمان میں مشرق کی طرف دکھائی دیا کرتا تھا۔ ابھی تک یہ نظارہ ان لوگوں کو خوب یاد ہوگا جنہوں نے اسکو دیکھا تھا۔

ب ۔ مہدی کی دوسری نشانی مشرق میں آگ کا ظاہر ہونا تھا۔ عن حسین بن علی رضی الله عنهما قال اذا رأیتم علامة من السماء نارا عظیمة من المشرق تطلع لیلا فعندها فرج الناس وھی اقدام المھدی یعنی جب تم آسمان میں ایک نشان دیکھو یعنی مشرق سے ایک بڑی آگ ظاہر ہو پس جان لو کہ لوگوں کے لیئے اب اچھے دن آنیوالے ہیں کیونکہ وہ مہدی کے لیئے ایک پیش خیمہ ہوگی۔ پھر امام محمد بن باقر سے مروی ہے اذا رأیتم النار

من المشرق ثلثۃ ایام او سبعۃ ایام فتوقعوا فرج آل محمد ان شاء اللہ۔
یعنی جب تم مشرق سے آگ دیکھو جو تین یا سات دن تک دکھائی دے تو امید کرو کہ مسلمانوں کے بھلے دن آنیوالے ہیں۔

یہ آگ ۱۸۸۳ء میں مشرق میں ظاہر ہوئی جس کی وجہ جزیرہ جاوا کے پہاڑوں کی آتش فشانی تھی جو کہ ۱۸۸۳ء میں واقع ہوئی اس حدیث کی نسبت اقتراب الساعۃ کا مصنف لکھتا ہے "جاوا کی آگ بھی گویا اسی کا نمونہ ہے۔ جو اِس ۱۳۰۱ ہجری میں ظاہر ہوئی" صفحہ ۷۶۔ ۱۸۸۹ء میں حضرت اقدس علیہ السلام نے لوگوں کو بیعت کی دعوت دی۔ اطرح ان نشانات کے ساتھ ہی مہدی کا ظہور واقع ہوا جس کی خبر حدیثوں میں بتلائی گئی تھی۔

ج۔ ایک تیسری علامت جو اکیلی ہی حضرت اقدس میرزا غلام احمد صاحب کے دعویٰ مہدویت کی سچائی ثابت کرنے کے لیئے کافی تھی وہ رمضان میں کسوف خسوف کا ان تاریخوں پر واقع ہونا تھا جن کا ذکر حدیث میں ہے۔

عن محمد بن علی قال ان لمھدینا آیتین لم تکونا منذ خلق السمٰوٰت والارض ینکسف القمر لاول لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منہ۔ یعنی محمد بن علی باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ ہمارے مہدی کے لیئے دو نشانیاں ہیں جو پہلے کبھی واقع نہیں ہوئیں یعنی رمضان کے مہینہ میں چاند گرہن کی تاریخوں میں سے پہلی تاریخ پر چاند کو گرہن ہوگا اور اسی مہینہ میں سورج گرہن کے دنوں میں سے درمیانی تاریخ کو سورج کو گرہن ہوگا۔"

یہ پیشگوئی لفظ بلفظ رمضان ۱۳۱۱ھ مطابق ۱۸۹۴ء میں پوری ہوئی۔ چاند گرہن تیرھویں رمضان کو واقع ہوا جو کہ چاند گرہن کی راتوں میں سے پہلی رات ہے اور سورج گرہن ۲۸ رمضان کو واقع ہوا جو کہ سورج گرہن کی تاریخوں میں

درمیانی دن ہے۔ اسطرح حضرت اقدسؑ کے دعاوی کے لیئے وہ ثبوت خدا نے دیا
جس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ اس واقع سے پہلے حضرت اقدسؑ نے اپنے دعووں
کی خوب اشاعت کر دی تھی اور اللہ تعالیٰ نے آپکے دعاوی کی تصدیق کیلیئے
آسمان پر ایک ایسا نشان دکھلایا جس کی تاریخ تیرہ سو برس پہلے مقرر ہو چکی تھی۔ اس
نشان کے پورا ہونے سے نہ صرف حضرت اقدسؑ کے دعاوی کی ہی تصدیق ہوئی
بلکہ اس نبی کامل کی بھی پوری تصدیق ہوتی ہے جس نے ایک واقع کی تیرہ سو برس
پہلے خبر دی تھی۔ یہ کسوف اور خسوف دوسرے سال دوبارہ کرہ ارض کے دوسرے
حصوں میں واقع ہوئے اور اسطرح سے وہ پیشگوئی پوری ہوئی جس میں یہ لکھا تھا
کہ یہ کسوف خسوف دوبار رمضان میں مہدی کے زمانہ میں واقع ہوگا دیہ پیشگوئی ملاحظہ
ہو حجج الکرامہ صفحہ ۳۴۴)

بعض نے یہ اعتراض کیا ہے کہ کسوف اور خسوف رمضان کی پہلی رات اور
درمیانی دن کو واقع ہونے چاہیئے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ معترضین کو اس بات کا
علم نہیں کہ موجودہ حالات کے ماتحت ایسا واقعہ ایک بالکل ناممکن الوقوع امر ہے۔
پیشتر اس کے کہ ایسا واقع ہو جائے نظام دنیا تمام تہ و بالا ہو جائے اور دنیا کا خاتمہ
ہو جائے۔ جبتک یہ چاند اس زمین کے گرد گھومتا رہیگا اور زمین سورج کے گرد
اسطرح سے گردش کرتی رہے گی جسطرح کہ یہ اب کرتی ہے اور کرتی آئی ہے اسوقت سے
جبکہ یہ دور شروع ہوا سورج اور چاند صرف ان تاریخوں پر واقع ہوتے رہیں گے
جو ان کے لیئے مقرر ہو چکی ہیں اور ان سے باہر ہرگز نہیں۔ اس اعتراض کی لغویت
ایک اور طرح سے ظاہر ہے۔ اگر چاند گرہن نے رمضان کی پہلی تاریخ کو واقع ہونا تھا تو
اس حالت میں دکھائی کب دیتا اور کس کو دیتا۔ نیا چاند تو خود ایک ایسی چیز ہے
جو مشکل سے نظر آیا کرتا ہے۔ پھر کسطرح پہلی رات کا چاند اس حالت میں جبکہ اُسے

گرہن بھی لگا ہو لوگوں کو نظر آسکتا ہے اور کس طرح سے مہدی موعودؑ کے لیئے نشان ٹھہر سکتا ہے؟ علاوہ ازیں اگر نبی کریمؐ کا منشا پہلی رات کے چاند سے تھا تو آپ ہلال کا لفظ استعمال فرماتے نہ کہ قمر جس کا اطلاق عموماً ایسی حالت پر ہوتا ہے جبکہ چاند ہلال کی حالت سے نکل جاتا ہے۔ پیشین گوئی کا خود طرز وقوع اثبات کے لیئے ایک شہادت ہے کہ نبی کریم کا کیا منشا تھا۔ چاند گرہن گرہن کی راتوں میں سے پہلی رات میں واقع ہوا اور سورج گرہن گرہن کی تاریخوں میں سے درمیانی تاریخ میں واقع ہوا۔ یہ بات صاف طور سے ظاہر کر دیتی ہے کہ نبی کریمؐ کا منشا پہلی گرہن کی رات سے تھا نہ کہ رمضان کی پہلی تاریخ سے اسی طرح آپ کا منشا درمیانی گرہن کی تاریخ سے تھا نہ کہ مہینے کے درمیانی دن سے۔ کسوف خسوف کا پہلی اور درمیانی گرہن کی تاریخوں میں واقع ہونا نبی کریمؐ کے الفاظ کی خود تفسیر کرتا ہے۔ چاند گرہن کے لیئے تین راتیں اور سورج گرہن کے لیئے تین دن مقرر ہیں اس لیئے یہ خسوف و کسوف نو مختلف طریقوں میں ہو سکتا تھا۔ کسوف و خسوف کا اس طرح سے واقع ہونا جو کہ نبی کریمؐ کے الفاظ کے عین منشا کے مطابق ہو اور باقی کے آٹھ طریقوں میں واقع نہ ہونا صاف بتلاتا ہے کہ تاریخوں سے مراد گرہن کی تاریخیں ہیں جن کی طرف نبی کریم نے اشارہ کیا تھا۔

گرہن کی راتوں میں سے پہلی رات چاند گرہن اور سورج کا اپنی گرہن کی تاریخوں میں درمیانی دن کو گرہن ہونا اور رمضان کی پہلی رات اور درمیانی دن کو انکا واقع نہ ہونا اور بھی کئی طرح سے ظاہر ہے۔ حافظ مولوی محمد لکھو کی والے (ضلع لاہور) جو کہ پنجاب کے مشہور مصنف گذرے ہیں اپنی ایک پنجابی نظم میں جسکا نام احوال الآخرت ہے لکھتے ہیں۔

تیرھویں چن ستیویں سورج گرہن ہوسی اس سالے
اندر ماہ رمضان دسے لکھیا اک روایت والے

"یعنی مہدی کے زمانے میں چاند گرہن تیرھویں رمضان اور سورج گرہن ستائیسویں رمضان میں واقع ہوگا۔ اسطرح ایک حدیث میں آیا ہے"

اگرچہ ان دونوں تاریخوں میں سے ایک تاریخ یعنی سورج گرہن کی تاریخ جس کا ذکر پنجابی مصنف نے کیا ہے اس تاریخ سے نہیں ملتی جس کا ذکر مذکورہ بالا حدیث میں ہے۔ تاہم وہ حدیث جس کی طرف وہ پنجابی مصنف اشارہ کرتا ہے رمضان کی پہلی رات اور پہلے دن کا ذکر نہیں کرتی۔ اسطرح ہم بڑے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ پہلی رات سے نبی کریم کا منشا گرہن کی پہلی رات سے اور درمیانی دن سے مراد آپکی سورج گرہن کی دوسری تاریخ ہے اور یہ امر کہ اس حدیث میں جس کو مولوی محمد صاحب نے اپنی کتاب میں درج کیا ہے بجائے ۲۸ کے ۲۷ تاریخ کا ذکر ہے اس کا کچھ مضائقہ نہیں ممکن ہے کہ راوی نے سہواً ایسا کہہ دیا ہو۔ اس واقعہ کا درمیانی تاریخ پر واقعہ ہونا صاف بتلاتا ہے کہ اصل تاریخ درمیانی ہے اور ۲۷ رمضان کی تاریخ غلط ہے۔ لیکن روایت کی تھوڑی سی غلطی اسکی وقعت کو ذرا بھی کم نہیں کرتی اور یہ روایت صاف طور پر ثابت کر رہی ہے کہ کسوف خسوف نے پہلی اور پندرہ رمضان کو واقع نہیں ہونا تھا جسپر آجکل کے مُلّا اس قدر زور دیتے ہیں۔ وہ حدیث جسکا ذکر مولوی محمد لکھوکے نے اپنی کتاب میں کیا ہے اسکو ایک اور مولوی نے بھی جس کا نام محمد رمضان ہے اپنی کتاب میں درج کیا ہے چنانچہ وہ اپنی کتاب **آخرگت** میں لکھتے ہیں۔

کہیں ہیں کہ اُس سال رمضان میں ٭ سورج چاند کے گہن دونوں سنئیں
پہل تیرھویں چاند کا گہن ہو ٭ ستائیسویں گہن سورج کا ہو

اور یہ دونوں مصنف مہدی موعودؑ کے دعوے سے پہلے گذر چکے ہیں۔ اور یہ امر کہ کسوف خسوف کا رمضان میں واقعہ ہونا نبی کریمؐ کی پیشین گوئی کا پورا ہونا

ہے اس کا ثبوت ایک اور ہندوستان کے بزرگ کے ایک فارسی شعر سے ملتا ہے جو زبان زد عوام ہے اور وہ یہ ہے۔

در سن غاشی ہجری دو قران خواہد بود ۔ از پئے مہدی و دجال نشان خواہد بود

یعنی "ابجد کے لحاظ سے لفظ غاشی سے جو سن نکلتا ہے اس میں یعنی ۱۳۱۱ھ میں دو قران واقع ہونگے اور یہ مہدی اور دجال کے خروج کا نشان ہونگے" یہ صاف بات ہے کہ وہ بزرگ ان دو گرہنوں کی طرف اشارہ کرتا تھا جو کہ ۱۳۱۱ھ میں ایک ہی مہینہ میں واقع ہوئے۔ اس طرح سے یہ پیشین گوئی بھی سچی نکلی اور یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ۱۳۱۱ھ ماہ رمضان میں دو گرہنوں کا واقع ہونا نبی کریمؐ کی پیشین گوئی کا پورا ہونا ہے اور حضرت مہدی موعود علیہ السلام کیلئے ایک نشان ہے۔

د۔ حضرت مہدی موعودؑ کی زندگی کے بعض واقعات حدیثوں میں پہلے سے بتلائے گئے ہیں۔ مثلاً لکھا ہے ینادی مناد من السماء ان الحق فی آل محمد و ینادی مناد من الارض الا ان الحق فی آل عیسیٰ وانما الاسفل کلمة الشیطان والصوت الاعلیٰ کلمة الله العلیا اخرجه نعیم

یعنی ایک پکارنیوالا آسمان سے پکاریگا کہ اے لوگو خبردار ہوجاؤ کہ حق آل محمد کے ساتھ ہے اور ایک پکارنیوالا زمین سے آواز دیگا کہ تحقیق معلوم ہو تمھیں اے لوگو حق آل عیسیٰ کی طرف ہے۔ (تو یاد رکھو اے مسلمانو اور سننے والو) کہ زمینی آواز تو شیطان کی ہوگی اور آسمانی آواز خدا کے الفاظ ہونگے اور خدا ہی کے الفاظ آخر سچے نکلیں گے" پھر ایک اور حدیث ہے عن علی رضی الله عنه قال اذا نادی مناد من السماء ان الحق فی آل محمد فعند ذلک یظهر المهدی علیٰ افواه الناس ویشربون حبه ولا یکون لهم

ذکر غیرہ - رواہ نعیم - یعنی جب ایک پکارنیوالا آسمان سے آواز دیگا کہ حق آل محمد کے ساتھ ہے تب لوگ حضرت مہدی کا ہی ذکر کرینگے اور اس کی محبت کا دم بھریں گے اور لوگ اسی کا ذکر کریں گے اور کسی چیز کا نہیں" اگر ہم ان دونوں حدیثوں کو ملاکر پڑھیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں حدیثیں ایک ہی امر کی طرف اشارہ کرتی ہیں اور دونوں مہدی کے متعلق ہیں اور جس واقعہ کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے وہ کوئی عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان جھگڑا ہے جو کہ حضرت مہدی موعود کے زمانہ میں واقع ہوگا اور اس واقعہ کے متعلق مختلف رائیں ہونگی مگر سچ مسلمانوں ہی کے ہاتھ میں ہوگا وہ جنکو حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات کا علم ہے وہ فوراً دیکھ لیں گے کہ اس سے مراد وہ مباحثہ ہے جو بمقام امرتسر عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان واقعہ ہوا جس میں مسلمانوں کے وکیل حضرت میرزا غلام احمد صاحب تھے اور عیسائیوں کی طرف سے ڈپٹی عبداللہ آتھم تھا۔ اس مباحثہ کے بعد حضرت مرزا صاحب نے عبداللہ آتھم کی نسبت ایک پیشین گوئی کا اعلان کیا۔ اس پیشین گوئی میں عبداللہ آتھم کا پندرہ ماہ میں مرجانیکا ذکر تھا بشرطیکہ وہ حق کی طرف رجوع نہ کرے حالت رجوع میں سزا کے ٹل جانیکا وعدہ تھا۔ بسبب لمبی واقفیت کے آتھم کو مرزا صاحب کے پاکباز ہونیکا پورا یقین تھا۔ اس لئے پیشین گوئی کا اس کے دل میں رعب تھا۔ اسی جلسہ میں آتھم پر ایک تغیر واقعہ ہوگیا۔ جبکہ حضرت مرزا صاحب نے اسکو بتلایا کہ سزا اُسے موت جسکا ذکر پیشین گوئی میں ہے اسوجہ سے ہے کہ اس نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دجال کہا تھا تو اس نے اسی وقت فوراً اپنے کانوں پر ہاتھ رکھا جو کہ پوری ندامت کی نشانی تھی۔ اس واقعہ کے بعد کی زندگی بھی اس کی پہلی زندگی سے بالکل مختلف

تھی۔ اس نے انجیل کی منادی پھر کبھی نہ کی حالانکہ وہ ایک سرگرم واعظ تھا۔ پیشین گوئی کے اعلان کے بعد اس نے اسلام کے خلاف اور حضرت مسیح کی تائید میں کبھی کوئی کتاب نہ لکھی یہاں تک کہ ایک سطر بھی کبھی نہ تحریر کی حالانکہ اس کے پہلے اس نے کئی کتابیں اسلام کی تردید اور عیسائیت کی حمایت میں لکھی تھیں اور اس بات کے خود عیسائی شاہد ہیں کہ اس نے اپنی بقیہ عمر رونے اور ماتم کرنے میں گذار دی۔ اس کی مثال بعینہ حضرت یونس ؑ کی امت کی مثال تھی جنھوں نے کہ خدا کے غصہ کو اپنے ڈر ظاہر کرنے اور اپنے گناہوں سے پشیمانگی ظاہر کرنیسے ٹالدیا۔ ڈر سے کانپتے ہوئے آدمی پر کبھی خدا کا قہر نازل نہیں ہوتا۔ یہ ایک سنت اللہ ہے۔ اور یہ ضروری تھا کہ جیسا حضرت یونس ؑ کی امت کے ساتھ واقعہ ہوا تھا ویسا ہی آتھم کے ساتھ معاملہ ہوتا۔ اس سنت کو تمام مذاہب نے مانا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس سنت اللہ سے فائدہ اٹھانیکے لئے تمام مذاہب مصیبت کے وقت صدقہ و خیرات کا حکم دیتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں اور انکا ایمان ہے کہ خدا کا غصہ سچی توبہ سے ٹلجاتا ہے کیونکہ خدا بے ترس اور بے رحم نہیں۔ بلکہ وہ بڑا رحیم اور بڑا مہربان ہے۔ المختصر آتھم بسبب خوف کے اور سچی توبہ کے ظاہر کرنیکے اس سزا سے بچ گیا کیونکہ اس نے اپنی زندگی میں ایک نمایاں تبدیلی ظاہر کی۔ اور پیشین گوئی میں صاف طور سے بتلایا گیا تھا کہ یہ سزا اسی حالت میں اسپر وارد ہوگی اگر اس کے کرتوت وہی رہے جو پہلے تھے جب پندرہ ماہ گذر گئے تو عوام نے جن کو سنت اللہ کی کوئی خبر نہیں تھی بہت شور کیا حالانکہ نہ صرف قرآن شریف اور بائبل میں اسکا کھلے طور سے ذکر ہے بلکہ یہ ایک متفق علیہ مسئلہ ہے۔ انھوں نے شور ڈالدیا کہ پیشین گوئی جھوٹی نکلی۔ اسپر حضرت مرزا صاحب نے آتھم کو بلایا کہ وہ قسم کھا کر پبلک کے سامنے بیان کردے

کہ کیا وہ خوف سے کانپتا نہیں رہا اور کیا اسپر پیشین گوئی کا کوئی رعب نہیں پڑا۔ اور کیا اس نے اس شرط سے فائدہ نہیں اُٹھایا جس کا کُھلے طور سے پیشین گوئی میں ذکر تھا۔ آپنے انعام بھی دینا چاہا اگر وہ اس بات کو قسم کھا کر بیان کر دے کہ پیشگوئی نے اس میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں کی۔ آپنے فرمایا کہ آتھم خدا کے سامنے گریہ وزاری کرنے کی وجہ سے بچ گیا ہے اور اگر وہ قسم کھاکر بیان کر دے کہ اس نے ایسا نہیں کیا تو وہ ایک سال کے اندر مر جائیگا۔ آتھم اُسوقت ایک مشکل میں پھنس گیا ایک طرف تو وہ اپنی قوم سے ڈرا اور اس بات کو ظاہر نہ کیا کہ پیشین گوئی سے ڈر کر وہ ان پندرہ مہینوں میں جو پیشین گوئی کی میعاد تھی زار زار روتا رہا اور دوسری طرف اس کو اتنی بات کہنے کی بھی جرأت نہ تھی کہ پیشین گوئی نے اس کی زندگی میں کوئی تغیر پیدا نہیں کیا اس وجہ سے وہ بالکل چپ ہی ہو گیا حالانکہ پیشین گوئی کی وجہ سے جو تغیر اس میں واقعہ ہو گیا تھا اسقدر عیاں تھا کہ شک کی گنجایش تک نہ تھی کیونکہ اس نے عیسائیت کی حمایت کرنی بالکل چھوڑ دی تھی۔ اور وہ سرگرم پادری جس نے اپنی تمام زندگی انجیل کی اشاعت اور اسلام کی تردید میں صرف کر دی تھی اس پیشگوئی کے بعد ایک حرف نہ بولا اور ۔ ۔ ۔ ۔ اس نے عیسائیت کی تائید میں یا اسلام کی مخالفت میں کوئی حرف تک بھی نہ لکھا۔ اطرح اگرچہ پیشین گوئی نے اس کی ذات پر تو کوئی موت وارد نہ کی مگر اسکی مسیحی سرگرمی کو ضرور سرد کر دیا۔ اب وہ انجیل کا وہ دلدادہ واعظ اور اشاعت کنندہ نہ رہا جیساکہ وہ پیشین گوئی کے اعلان سے پہلے تھا۔ چونکہ اسکے جوش مسیحیت اور مخالفت اسلام پر ایک موت وارد ہو گئی تھی اور چونکہ وہ اپنا وقت رونے اور چلانے میں گذارتا رہا اس سے خدا کا غضب نازل ہونے سے رُک گیا۔ خدا بڑا رحیم اور مہربان ہے اور اس کا غضب اس شخص پر کبھی نازل نہیں ہوتا جو ڈر سے کانپ

رہا ہو۔ قرآن شریف کی یہی صاف تعلیم ہے اور اسی قسم کی مثالیں بائبل میں بھی پائی جاتی ہیں۔ وہ کونسی بات تھی جس نے قوم یونسؑ سے عذاب کو ٹلوا دیا۔ کیا حضرت یونس علیہ السلام نے نہیں کہا تھا کہ چالیس دن میں عذاب آجائیگا؟ عذاب ٹل گیا کیونکہ لوگ خدائے تعالیٰ کی طرف ..... متوجہ ہو گئے تھے تو کیا ہمیں یہ کہنا چاہیئے کہ معاذ اللہ حضرت یونس علیہ السلام جھوٹے نبی تھے۔ نہیں نہیں وہ خدا کے ایک سچے مرسل تھے لیکن چونکہ خدا رحیم اور مہربان ہے اس لیئے وہ سچی توبہ کرنیوالوں کو نہیں پکڑتا۔ یہ دائمی سُنّت اللہ ہے اور اس سُنّت کا واقع ہونا ضروری تھا وہی سُنّت آتھم کے بارے میں واقع ہوئی مگر حضرت مرزا صاحب اور حضرت یونس علیہ السلام کی پیشینگوئی میں فرق ہے حضرت یونسؑ کی پیشگوئی میں یہ کوئی شرط نہ تھی کہ توبہ کرنے سے یہ پیشگوئی ٹلجائے گی مگر اس الہام میں جو کہ خدا کی طرف سے اس کے فرستادہ احمدؑ پر نازل ہوا اس میں یہ صاف طور سے مذکور تھا کہ آتھم کے لیئے عذاب سے بچ جانیکا موقعہ ہے اگر وہ خدا کی طرف متوجہ ہو جائے۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ وعید کی تمام پیشگوئیوں کے ساتھ یہ شرط لگی ہوئی ہوتی ہے۔ عذاب اس حالت میں بھی ٹلجاتا ہے اگر پیشگوئی کے ساتھ شرط نہ بھی ہو۔ یہ خدائے تعالیٰ کی رحیمانہ صفت کے مطابق ہے اور اگر انذاری پیشگوئی کے ساتھ شرط کھلے طور سے بیان نہ بھی کی جائے تب بھی اسے سمجھ لینا چاہیئے اور یہ ممکن ہے کہ عذاب ٹلجائے۔ لیکن احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی میں اس شرط کا بوضاحت ذکر تھا اور خدائے تعالیٰ کے اٹل قانون کی طرف کہ رجوع سے عذاب ٹل جاتا ہے پہلے ہی ہلاک کو متوجہ کیا گیا تھا۔ یہ اٹل قانون الٰہی قرآن مجید میں کھلے الفاظ میں ظاہر کیا گیا ہے۔ چنانچہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے فلولا کانت

قریۃ اٰمنت فنفعھا ایمانھا الا قوم یونس لما اٰمنوا کشفنا عنھم عذاب الخزی فی الحیوۃ الدنیا ومتعنٰھم الیٰ حین۔ یعنی کیوں ایسا نہیں ہوتا کہ عذاب نازل ہونے سے پہلے بستی والے ایمان لائیں اور انکا ایمان انکو لیئے مفید ہو اور عذاب کو ٹالدے۔ مگر یونسؑ کی قوم نے ایسا کیا اور جب وہ ایمان لائے تو اس زندگی میں ذلت کا عذاب ہم نے انسے ہٹا دیا۔ اور انکو خاص وقت تک مہلت دی۔ انکا ایمان لانا یہی تھا کہ انہوں نے عذاب کے ڈر کر عاجزی اور خاکساری اختیار کر لی اور اپنی پہلی روش کو چھوڑ دیا۔ یونسؑ کی پیشگوئی نے انپر ایک رعب پھیلا دیا اور وہ خدا کی طرف عاجزی کے ساتھ متوجہ ہوئے اس لیئے خدائے تعالیٰ نے انسے عذاب ٹالدیا۔ اسوقت حضرت یونسؑ بہت گھبرائے اور خدائے تعالیٰ سے عرض کی۔ مَیں جانتا تھا کہ تو کریم ورحیم خدا ہے جو غصہ کرنے میں دھیما ہے اور نہایت مہربان ہے اور پچھتا کے آپ کو عذاب دینے سے باز رکھتا ہے۔ اب اے خداوند مَیں تیری منت کرتا ہوں کہ میری جان کو مجھ سے لے لے کیونکہ میرا مرنا میرے جینے سے بہتر ہے (دیکھو یونہ کی کتاب باب ۴) پھر خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وما کان اللہ لیعذبھم و انت فیھم وما کان اللہ معذبھم وھم یستغفرون یعنی خدائے تعالیٰ ایسا نہیں کرتا کہ ہلاک کرنیوالا عذاب لوگوں پر بھیجے جبتک انہیں خدا کا رسول موجود اور حاضر ہو اور خدائے تعالیٰ ایسا نہیں کرتا کہ وہ لوگوں پر عذاب نازل کرے درحالیکہ وہ خدا سے معافی مانگتے ہوں (پ ۹ ع ۱۸) اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خدائے تعالیٰ کا عذاب ایسے شخص پر کبھی نازل نہیں ہو سکتا جو خدا سے ڈرتا ہو اور اس کے آگے عاجزی کرتا ہو۔ ایسا ہی اہل مصر خدائے تعالیٰ کے اسی قانون سے فائدہ اُٹھا کر عذاب سے کئی دفعہ بچ گئے جب عذاب دیکھتے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آتے اور کہتے یاایھا الساحر

ادع لنا ربك بما عهد عندك اننا لمهتدون - یعنی اے ساحر - عذاب کے ٹلجانیکے لیئے دعا کر - اگر عذاب ٹل گیا تو ہم تجھے مان لیں گے - اسیقدر رجوع کرنیسے خدائے تعالیٰ اُنسے عذاب کو ٹالدیتا مگر وہ اپنے عہد کو پورا نہ کرتے پھر عذاب آتا پھر رجوع کرتے اور عذاب ٹل جاتا چنانچہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے فلما کشفنا عنهم العذاب اذا هم ينكثون یعنی جب ہم اُن سے عذاب کو دُور کرتے تو وہ پھر اپنے عہد کو توڑ دیتے آخر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ وہ بار بار رجوع کر کے عذاب سے بچ جاتے ہیں اور پھر اپنی کفر کی راہوں کو نہیں چھوڑتے تو آپ کو دعا کرنی پڑی ربنا اطمس على اموالهم واشدد على قلوبهم فلا يؤمنوا حتى يروا العذاب الاليم - یعنی اے ہمارے رب تو اِن کے اموال کو مٹا دے اور انکے دلوں کو سخت کر دے تا وہ ایمان نہ لاویں یہانتک کہ عذاب کو دیکھ لیں - ان آیات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عذاب صرف اسوقت نازل ہوتا ہے جب لوگ بالکل سخت دل اور غافل ہو جاویں اور جب تک اُنکے دل میں کچھ نرمی ہو اور خدا کا خوف اُنکے دل میں ہو وہ عذاب سے ہلاک نہیں کیئے جاتے - افسوس ہے کہ ہمارے علمار کی نسبت اور عیسائیوں کے پادریوں کی نسبت قوم فرعون کے اُس رجل مومن کو بھی اس سنت اللہ کا زیادہ علم تھا جس نے پہلے اپنے ایمان کو چھپائے رکھا اور جب فرعون نے حضرت موسیٰؑ کو قتل کرنا چاہا اور کہا ذروني اقتل موسىٰ تو وہ بولا اور کہنے لگا وان يك كاذبا فعليه كذبه وان يك صادقا يصبكم بعض الذي يعدكم - یعنی موسیٰؑ کو قتل کرنیکی کیا ضرورت ہے - اگر وہ جھوٹا اور مفتری ہے تو خدائے تعالیٰ اُسکو اُسکے جھوٹ اور افترا کی وجہ سے اُسکو ہلاک کر دے گا کیونکہ وہ مفتری کو مہلت نہیں دیتا اور اگر وہ صادق ہے تو ضرور ہے کہ اُسکی بعض عذاب کی پیشگویاں تمھارے

حق میں پوری ہوں۔ اب سوچنا چاہیئے کہ اُس نے **بعض** کا لفظ کیوں استعمال کیا۔ اُس نے کیوں نہ کہا کہ اسکی **سب** عذاب کی پیشگوئیاں تمہارے حق میں پوری ہونگی یہاں بعض کے لفظ میں خدائے تعالیٰ کے اُس قانون کی طرف اشارہ ہے جسکی وجہ سے بعض عذاب کی پیشگوئیاں رجوع اور عاجزی سے ٹل جاتی ہیں پھر کیا یہ ضروری نہ تھا کہ آتھم اس خدائے تعالےٰ کے غیر متبدل قانون سے فائدہ اُٹھاتا چونکہ آتھم پیشگوئی کے بعد ڈرتا رہا اور اُس نے اپنی زندگی اور روش کو بالکل بدل دیا اس لیئے ہرگز ممکن نہیں تھا کہ ایسی حالت میں خدائے تعالےٰ کا عذاب اُسپر نازل ہوتا خدا کا قانون ٹل نہیں سکتا فلن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا ولن تجد لسنۃ اللہ تحویلا۔ آتھم کی پیشگوئی پر اعتراض تب ہو سکتا تھا اگر وہ باوجود اس عاجزی وزاری کے ہلاک کیا جاتا۔ الغرض آتھم کی پیشگوئی عین خدا کے قانون کے مطابق واقع ہوئی مگر عوام الناس نے جو خدا کی سنن سے جاہل تھے ایک بڑا شور مچایا کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ اُسوقت مہدی موعودؑ نے ایک اشتہار شائع کیا کہ اگرچہ آتھم خدا کے دائمی قانون سے فائدہ اُٹھا کر موت سے بچ گیا ہے مگر اُس نے حق کو چھپا کر اور شہادت حقہ کو دینے سے انکار کر کے ایک اور گناہ کیا جسکی پاداش میں وہ عنقریب صفحہ دنیا سے اُٹھا لیا جاویگا۔ چنانچہ اس اشتہار کے بعد چند ماہ کے اندر آتھم جو بیرونی دنیا کے لیئے پہلے ہی مرچکا تھا اس عالم سے رخصت ہوا اور جو سزا اُس کی عاجزی اور خوف ظاہر کرنے سے رُک گئی تھی آخر وہ اُس سے نہ بچ سکا کیونکہ اُس نے ایک بڑا جرم کیا کہ حق کو چھپایا اور شہادت دینے سے خاموشی اختیار کی۔

جو حدیث اوپر درج کی گئی ہے وہ اسی آتھم کے قصہ کے متعلق ہے کیونکہ جیسا اس حدیث میں لکھا ہے آتھم کے متعلق ایک جھگڑا برپا ہوا۔ کہ

کون حق پر ہے آل محمد یعنی احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام یا آل عیسیٰ یعنی عیسائی اور پادری لوگ زمینی لوگوں نے جو شیطانی حصہ اپنے اندر رکھتے تھے شور مچایا کہ عیسائی حق پر ہیں اور آسمانی آواز یعنی الہام الٰہی نے شہادت دی کہ احمدؐ حق پر ہے۔ اور اسطرح اس حدیث کا مضمون کھلے طور پر احمد علیہ الرحمۃ کے وقت میں پورا ہوا۔ اور اس پیشگوئی نے پورا ہوکر احمدؐ کی صداقت کو ثابت کیا۔

پھر ایک اور حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قال اذا نادی مناد من السماء ان الحق فی آل محمد فعند ذلک یظھر المھدی علی افواہ الناس ویشربون حبہ ولا یکون لھم ذکر غیرہ (رواہ نعیم) یعنی جب یہ جھگڑا پیدا ہوگا کہ کون حق پر ہے اور آسمانی آواز کہے گی کہ عیسائی حق پر نہیں ہیں بلکہ آل محمدؐ حق پر ہے اُسوقت مہدی کا تذکرہ دنیا میں پھیلے گا اور لوگ محبت کے ساتھ اُس کا ذکر کریں گے اور مہدی کے سوا اور کسی بات کا چرچا اُنہیں نہ ہوگا۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ جھگڑا مہدی کے زمانہ کے لیئے ایک نشان ہے چنانچہ آتھم کی پیشگوئی کے واقعات نے اس نشان کو پورا کردیا اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آتھم کے جھگڑے میں عیسائی حق پر نہیں ہونگے بلکہ احمدی حق پر ہونگے۔ اس جھگڑے کی پہلے خبر دی گئی اور یہ بھی بتا دیا گیا کہ اُس جھگڑے میں حق آل محمدؐ کے ساتھ ہوگا۔ پس یہ پیشگوئی شہادت دیتی ہے کہ اس جھگڑے میں احمدؐ سچ پر تھا۔

۷۔ ایسا ہی احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کے ایک اور مشہور واقعہ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی چنانچہ لکھا ہے اذا کان الصوت فی شھر رمضان فی لیلۃ جمعۃ فاسمعوا لہ واطیعوا وفی اٰخر النھار صوت اللعین ابلیس ینادی الا ان فلانا قد قتل مظلوما

یشکل علی الناس و یفتنھم فکم فی الیوم من شاک و تحیر فاذا سمعتم الصوت فی رمضان یعنی الاول فلا تشکوا انہ صوت جبریل وعلامۃ ذٰلک انہ ینادی باسم المھدی واسم ابیہ۔ یعنی ماہ رمضان میں ایک آواز آئیگی اُسکو سنو اور اُسکو مانو۔ اور دن کے آخری حصہ میں شیطان آواز دیگا کہ فلاں شخص مظلوم قتل ہوا ہے وہ لوگوں کے لیئے آزمائش کے دن ہونگے۔ کئی لوگ اُسدن شک کرینگے اور کئی حیرت میں پڑ جائیں گے پس جب تم رمضان کی آواز یعنی پہلی آواز کو سنو تو یقین کرلو کہ وہ جبریل کی آواز ہے اور اُس کی علامت یہ ہے کہ وہ مہدی اور مہدی کے باپ کے نام پر آواز دیگا۔ یہ پیشگوئی لیکھرام کے قتل کے ساتھ پوری ہوئی جو ۵۔ مارچ ۱۸۹۷ء کو لاہور میں دن کے آخری حصہ میں قتل ہوا اُسوقت آریوں نے شور مچایا کہ لیکھرام مظلوم مارا گیا ہے اور قومی شہید کا اُسکو خطاب دیا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ آواز بروز دن کے آخری حصہ میں آئے گی یہ شیطانی آواز ہوگی اور پہلی آواز جو تم نے رمضان میں سنی تھی وہ خدا کے فرشتہ کی آواز ہوگی۔ رمضان میں ہی ایک فرشتہ حضرت احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آیا اور اس نے پوچھا کہ لیکھرام کہاں ہے گویا لیکھرام کو قتل کرنا چاہتا ہے۔ یہ آواز مہدی کے نام پر آئی تھی کیونکہ فرشتہ مہدی ہی کے پاس آیا تھا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگ یہ کہیں گے کہ فلاں شخص ظلم سے مارا گیا وہ جھوٹے ہونگے اور انکی آواز درحقیقت شیطانی آواز ہوگی بلکہ اسکا قتل اُس کلام کے مطابق ہوگا جو خدا کا فرشتہ مہدی کے پاس لائے گا۔ یہ پیشگوئی ایسی صفائی سے پوری ہوئی کہ اس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق دن کے آخری حصہ میں ایک آواز اُٹھی کہ فلاں شخص ظلم سے مارا گیا اور وہ مظلوم ہے۔

اس سے پہلے ماہ رمضان میں فرشتہ مہدی کے پاس آچکا تھا کہ لیکھرام کہاں ہے اور وہ دن بعض لوگوں کے لیئے بڑے ابتلا کا موجب تھا۔ کئی لوگوں کی تلاشیاں لی گئیں۔ کئی آدمیوں کو قتل کے شبہ پر گرفتار کیا گیا۔ مسلمانوں اور ہندوؤں میں عداوت پیدا ہوگئی اور بعض انہیں سے دوسروں کے خون کے پیاسے ہوگئے۔ غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی احمد علیہ الرحمۃ کے زمانہ میں لفظ بلفظ پوری ہوگئی اور اس پیشگوئی کا پورا ہونا اس امر کے لیئے شہادت ہے کہ احمدؑ اپنے دعوے مہدویت میں سچا تھا۔

۹۔ جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آتھم اور لیکھرام کے واقعہ کی خبر دی ایسا ہی آپ نے مہدی موعودؑ کے عہد کے ایک اور عظیم الشان واقعہ کے متعلق پیشگوئی فرمائی۔ ایک روایت میں ہے۔ اذا قتلت النفس الزکیۃ غضب علیھم من فی السماء ومن فی الارض فاتی الناس المھدی الخ۔ یعنی جب نفس زکیہ یعنی ایک پاک شخص قتل کیا جائیگا تو قتل کرنیوالوں پر غضب الٰہی بھڑکے گا اور لوگ مہدی کے پاس آئیں گے۔ رواہ ابن ابی شیبہ ایک اور روایت میں ہے کہ نفس زکیہ اور اُسکا بھائی دو شخص مہدی کے زمانہ میں قتل کیئے جاویں گے اُسوقت ایک پکارنیوالا آسمان سے پکاریگا ان امیرکم فلان فذالک المھدی یعنی فلاں شخص تمھارا امیر ہے اور وہ امیر مہدی موعودؑ ہوگا۔ رواہ نعیم بن حماد۔ ملاحظہ ہو اقتراب الساعہ صفحہ ۱۰۲ و حجج الکرامہ صفحہ ۳۵۰۔ ان روایتوں سے پایا جاتا ہے کہ مہدی موعودؑ کے زمانہ میں دو پاک نفس ظلم سے قتل کیئے جائیں گے اور اُنکا قتل ہونا مہدی موعودؑ کے لیئے ایک نشان ہوگا جس وجہ سے لوگ مہدی موعودؑ کے پاس آئیں گے اور اسکو قبول کرینگے اور اُنکے قتل سے مہدی کا نام اُس ملک میں شہرت پاجائیگا گویا پکارنیوالا کہیگا کہ تمھارا سچا امیر جو حقیقی معنوں میں تمھارا امیر ہے

وہ فلاں شخص ہے اور وہ شخص مہدی موعودؑ ہوگا۔ یہ پیشگوئی بڑی صفائی سے شہزادہ عبداللطیف اور آپکے شاگرد اور بھائی مولوی عبدالرحمٰن کی شہادت کے ساتھ پوری ہوئی۔ مولوی عبدالرحمٰن کو عبدالرحمٰن امیر کابل نے مہدی موعودؑ کو قبول کرنے اور جہاد اور غازی مہدی کے اعتقاد کو ترک کرنے کی وجہ سے کابل میں قتل کیا اور صاحبزادہ عبداللطیف علیہ الرحمۃ کو اُس کے بیٹے نے جو آجکل امیر کابل ہے اسی اعتقاد کی وجہ سے قتل کیا اور اسطرح ان ہر دو بزرگواروں کا قتل ہونا مہدی کیلیئے ایک نشان ہوا اور بہت سے کابل کے لوگوں نے خصوصاً شہزادہ عبداللطیف کے مریدوں نے جو تعداد میں پچاس ہزار ہونگے۔ احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مہدی موعودؑ قبول کیا۔ پس اس پیشگوئی کا پورا ہونا احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی کے لیئے ایک اور نشان ہوا۔ اور اس واقعہ کی خود احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کئی سال پیشتر خدا سے الہام پاکر براہین احمدیہ میں خبر دی تھی کہ شاتان تذبحان یعنی دو بکرے ذبح کیئے جائیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور اسطرح دو پیشگویاں پوری ہوئیں۔ ایک وہ پیشگوئی جو نفس زکیہ اور اُسکے بھائی کے متعلق تھی اور دوسری خود مہدی موعودؑ کی پیشگوئی جو براہین احمدیہ میں درج تھی۔

ز۔ ان کے علاوہ کتب احادیث میں مہدی موعودؑ کے زمانہ کے متعلق اور بہت سی نداؤں کا ذکر ہے

۱۔ صدیق حسن خاں لکھتا ہے " و از انجملہ آنکہ ندا کند منادی از آسمان بنام مہدی و بشنود آنرا ہر کہ در مشرق است و ہر کہ در مغرب (حجج الکرامۃ صفحہ ۳۴۵ و اقتراب الساعہ صفحہ ۶۷) یعنی مہدی کے علامات میں سے ایک یہ علامت ہے کہ آسمان سے ایک پکارنیوالا مہدی کے نام پر آواز دے گا اور اُس کی آواز کو سب لوگ سُنیں گے وہ جو مشرق میں ہیں اور نیز وہ جو مغرب میں ہیں۔

۲- مہدی کے سر پر ایک فرشتہ ہوگا اور وہ ندا کریگا ھٰذا خلیفۃ اللہ المھدی فاسمعوا و اطیعوہ۔ یعنی یہ خدا کا خلیفہ مہدی موعودؑ ہے پس اسکی بات کو سنو اور اُس کی اطاعت کرو۔ (رواہ ابو نعیم وخطیب)

۳- بادل مہدی پر سایہ کریگا اور بادل سے ایک پکارنیوالا کہیگا۔ کہ یہ مہدی خدا کا خلیفہ ہے پس اُسکی اطاعت کرو اور بادل سے ایک ہاتھ نکلیگا اور مہدی کی طرف اشارہ کریگا۔ (رواہ ابو نعیم)

ان نداؤں سے یہ غرض نہیں کہ درحقیقت کوئی آواز آسمان سے آئیگی اور واقعی کوئی ہاتھ آسمان سے ظاہر ہوگا اور سچ مچ ایک فرشتہ مہدی کے سر پر کھڑا نظر آئیگا بلکہ ان نداؤں سے یہ مراد ہے کہ خدائے تعالیٰ مہدی موعودؑ کی سچائی کی شہادت دیگا اور خدا کا آسمانی کلام اسکی تصدیق کریگا اور خدا کے مُنہ کی باتیں پوری ہوکر اسکی سچائی کو ثابت کرینگی اور یہ ندائیں زمین کے ہر ایک حصہ میں سنائی دینگی یعنی اسوقت ایسے ذرائع موجود ہونگے کہ وہ خدا کا کلام جو مہدی موعودؑ پر نازل ہوگا اُسکو زمین کے ہر ایک گوشہ کے لوگ سُن سکیں گے۔ اور آسمان پر ہاتھ کے نکلنے سے یہ مراد ہے کہ خدا کا ہاتھ مہدی موعودؑ کی تائید کریگا اور اسکی نصرت کریگا اور خدائے تعالیٰ اپنی تائید سے اسکا مہدی موعود ہونا ثابت کریگا۔ اور اللہ تعالیٰ اُس کی مدد کے لیئے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھلائے گا۔ آواز جو مہدی کے نام میں آسمان سے ہوگی وہ الہامی آواز ہوگی اور تمام اہل مشرق و مغرب اُس سے اطلاع پائیں گے یعنی مہدی کے الہام کی عام شہرت ہوجائیگی۔ نیز لکھا ہے کہ مہدی موعودؑ کی ایک علامت ندا ہے جو مہدی کے ظہور سے پہلے ہوگی (حجج الکرامۃ صفحہ ۳۴۵) یعنی طبعاً تمام اہل زمین کا بول اُٹھنا کہ ایک عنقریب آنیوالا ہے اسمیں اہل کشف اور منجم بھی داخل ہیں۔ میں پہلے دکھا آیا ہوں کہ مہدی موعودؑ کے ظہور سے پہلے کسطرح لوگ بول اُٹھے تھے کہ مہدی موعودؑ عنقریب آنیوالا ہے۔ خود عیسائی دنیا بول اُٹھی تھی کہ مسیح موعودؑ کا ظہور اب قریب ہے۔ (باقی آئندہ)

پیغام صلح

پیغام صلح حضرت مسیح موعودؑ کا آخری پیغام اپنے اہل وطن کے نام تھا۔ جو آپ کے وصال کے بعد شائع ہوا۔ اس پیغام کا انگریزی ترجمہ جولائی کے انگریزی رسالہ میں شائع ہوا۔ اور پھر دوبارہ اسی کو خواجہ کمال الدین صاحب سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان نے چھپواکر مفت ملک میں شائع کیا اور تین ہزار کاپی انگریزی کے ساتھ دس ہزار کاپی اُردو کی چھپواکر اسی طرح مفت شائع کی۔* اس پیغام کا منشا کُل مذاہب کو ایک صلح کے اصل پر قائم کرکے ہندوؤں اور مسلمانوں کے باہمی بُغض و عداوت کو کم کرنا اور کینوں اور فسادوں کا رفع کرنا تھا۔ ہندوؤں میں سے وہ فریق جو آریہ سماج میں داخل ہے یا آریہ سماج کی تعلیم کے زیر اثر ہے اس پیغام کو کسی صورت میں پسند نہ کرسکتا تھا کیونکہ انکے نزدیک اللہ تعالیٰ کے تمام نبی نعوذ باللہ محض مفتری تھے پس وہ اس صلح کے اصل کو کہ اللہ تعالیٰ نے مختلف ملکوں میں مختلف زمانوں میں اپنا کلام اپنے برگزیدہ بندوں پر نازل فرمایا جو اسلام کا اصل اصول ہے کسی طرح قبول نہ کرسکتے تھے مگر افسوس کہ ان میں سے بعض نے متانت اور تہذیب سے کام نہ لیکر اسپر سنجیدہ نکتہ چینی کی۔ لیکن یہ گروہ اہل ہنود میں کوئی بڑا گروہ نہیں۔ بہت سے معزز ہندو صاحبان نے نہائت خوشی سے اس پیغام کو سنا اور اسپر خوشی کا اظہار بھی کیا۔ ایسا ہی بڑے بڑے پایہ کے

* جو صاحب اس رسالہ کو انگریزی یا اُردو میں دیکھنا چاہتے ہوں۔ وہ آدھ آنہ کا ٹکٹ خواجہ کمال الدین صاحب وکیل چیف کورٹ لاہور یا اس رسالہ کے دفتر میں بھیجکر منگوا سکتے ہیں۔ (ایڈیٹر ریویو)

انگریزی اخبارات میں بھی اسپر ریویو نکلے۔ ہم ذیل میں مشہور انگریزی رسالہ ریویو آف ریویوز کے ریمارک جو ایڈیٹر رسالہ نے اس پیغام صلح پر کیئے ہیں درج کرتے ہیں اور اسکے بعد ہندوستان کے معزز اخبار ہندو پٹریٹ مدراس کے ریمارکوں کو ناظرین کے سامنے پیش کرتے ہیں تاکہ وہ معلوم کر سکیں کہ جن لوگوں نے تعصب سے خالی ہوکر اس مبارک پیغام کو پڑھا ہے انکے دلوں پر اسکا کیا اثر ہوا۔ آریہ سماج کے معزز بزرگوں سے اب بھی ہماری التماس ہے کہ وہ غور سے اس مبارک پیغام کو پڑھیں۔

رسالہ ریویو آف ریویوز ستمبر کے پرچے میں لکھتا ہے۔ "پیغام صلح مرزا غلام احمد مرحوم مسیح موعود و مہدیؑ کا ایک لیکچر ہے جو ۲۱ جون کو پانچہزار ہندوؤں اور مسلمانوں کے مجمع میں یونیورسٹی ہال لاہور میں پڑھا گیا۔ مسیح و مہدی مذکور جو اس پیغام کے لکھنے کے تھوڑی دیر بعد ہی فوت ہوگئے ایک سلسلہ کے پیشوا تھے جسکا نام سلسلہ احمدیہ ہے جسکی بنیاد ۱۸ سال سے پڑی ہوئی ہے اور جسکا منشا ہندوؤں اور مسلمانوں میں صلح کرانا ہے۔ یہ سلسلہ گورنمنٹ کے خلاف کسی قسم کے سخت طریقوں کے استعمال کو پسند نہیں کرتا اور ہندوستان کی قومی تحریک کے ساتھ شریک ہوکر کام نہیں کرنا چاہتا۔ ہندوستان کے مختلف حصوں میں اسکے پیرووں کی تعداد چار لاکھ ہے۔ اور ان لوگوں اور عام مسلمانوں میں یہ امتیاز ہے کہ سلسلہ احمدیہ کے پیرو غیر مسلموں کے خلاف جہاد کو ناجائز سمجھتے ہیں۔ پیغام صلح جو پورے کا پورا ریویو آف ریلیجنز کے جولائی کے پرچہ میں شائع ہوا ہے کئی وجوہ سے ایک قابل قدر تحریر ہے۔ خواہ اسکا کوئی پولیٹکل منشا نہ ہو مگر اس بات کو مدنظر رکھکر کہ سلطان نے آئینی حکومت اور مذہبی مساوات کے طریق کو اختیار کیا ہے یہ پیغام ایک سنہری پل کا کام دے سکتا ہے جسپر سے ہوکر

مسلمانان ہند قانون اساسی کے خیمہ میں پہنچ سکتے ہیں۔ پیغام صلح شروع میں ہی تمام ہندوستان کے رہنے والوں کے ایک ہونیکو تسلیم کرتا ہے۔ چنانچہ یہ اسکے لفظ ہیں۔ {اے سامعین ہم سب کیا مسلمان اور کیا ہندو باوجود صدہا اختلافات کے اس خدا پر ایمان لانے میں شریک ہیں جو دنیا کا خالق اور مالک ہے اور ایسا ہی ہم سب انسان کے نام میں بھی شراکت رکھتے ہیں یعنی ہم سب انسان کہلاتے ہیں اور ایسا ہی بباعث ایک ہی ملک کے باشندہ ہونیکے ایک دوسرے کے پڑوسی ہیں}

پیغام صلح میں یہ بھی دعویٰ کیا گیا ہے کہ اسلام کی یہ قابل فخر خصوصیت ہے کہ وہ تمام دوسرے انبیائ کے منجانب اللہ ہونیکو تسلیم کرتا ہے۔ چنانچہ ایک آیت قرآن شریف کی نقل کی گئی ہے جسکا مفہوم یہ ہے کہ ہم (یعنی تمام مسلمان) دنیا کے تمام نبیوں پر ایمان لاتے ہیں اور ان میں ایسی تفریق نہیں ڈالتے کہ چند نبیوں کو قبول کرلیں اور باقی کو رد کردیں۔ پس اکٹھے ہوکر کام کرنیکے لیئے یہ اصل ایک مشترک بنیاد کا کام دیتا ہے خصوصًا قرآن اور وید پر ایمان لانیوالوں کے لیئے اس سے صلح کی ایک نہائت عمدہ راہ کھلتی ہے۔ سارا پیغام صلح بلند آواز سے ہندوؤں اور مسلمانوں کو پکار رہا ہے کہ وہ اپنے اختلافات سے قطع نظر کرکے اپنے دلوں کو ہر قسم کے بغض اور کینے سے پاک کریں اور آشتی اور صلح کے ساتھ ملکر کام کریں۔ پیغام صلح کا خلاصہ مطلب اسکے اس فقرہ میں درج ہے۔ {ایسے نازک وقت میں یہ راقم آپ کو صلح کے لیئے بلاتا ہے جبکہ دونوں کو صلح کی بہت ضرورت ہے دنیا پر طرح طرح کے ابتلا نازل ہورہے ہیں زلزلے آرہے ہیں قحط پڑرہا ہے اور طاعون نے بھی ابھی پیچھا نہیں چھوڑا اور جو کچھ خدا نے مجھے خبر دی ہے وہ بھی یہی ہے کہ اگر دنیا اپنی بدعملی سے باز نہیں آئے گی۔ اور برے کاموں سے توبہ نہیں کریگی تو دنیا پر سخت سخت بلائیں آئینگی۔ اور ایک بلا ابھی بس نہیں کریگی کہ دوسری بلا ظاہر ہوجائیگی آخر انسان نہائت تنگ ہوجائیں گے کہ یہ کیا ہونیوالا ہے اور بہتیرے

مصیبتوں کے بیچ میں آکر دیوانوں کی طرح ہو جائیں گے۔ سو اے ہموطن بھائیو! قبل اسکے کہ وہ دن آویں ہوشیار ہو جاؤ۔ اور چاہیئے کہ ہندو مسلمان باہم صلح کرلیں اور جس قوم میں کوئی زیادتی ہے جو وہ صلح کی مانع ہو اس زیادتی کو وہ قوم چھوڑ دے ورنہ باہم عداوت کا تمام گناہ اسی قوم کی گردن پر ہوگا۔}

وہ بات جس سے اسکی خواہش کی سچّائی ثابت ہوتی ہے کہ تمام نبیوں کو خدا کی طرف سے مانکر مذہبی اتفاق اور اتحاد کی بنیاد رکھی جاوے اس پیغمبر صلح کی یہ نرالی تجویز ہے {اگر اس قسم کی صلح تام کے لیئے ہندو صاحبان اور آریہ صاحبان تیار ہوں کہ وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا سچّا نبی مان لیں اور آئندہ توہین اور تکذیب چھوڑ دیں تو میں سب سے پہلے اس اقرار نامہ پر دستخط کرنے پر تیار ہوں کہ ہم احمدی سلسلہ کے لوگ ہمیشہ وید کے مصدق ہونگے اور وید اور اس کے رشیوں کا تعظیم اور محبت سے نام لیں گے اور اگر ایسا نہ کریں گے تو ایک بڑی رقم تاوان کی جو تین لاکھ روپیہ سے کم نہیں ہوگی ہندو صاحبان کی خدمت میں ادا کریں گے۔ اور اگر ہندو صاحبان دل سے ہمارے ساتھ صفائی کرنا چاہتے ہیں تو وہ بھی ایسا ہی اقرار لکھ لکھکر اسپر دستخط کر دیں۔}

اخبار ہندو پیٹریٹ مدراس یوں رقمطراز ہے۔ "ہمیں ایک عجیب رسالہ بنام پیغام صلح پہنچا ہے جو مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان کی تصنیف ہے جنکی وفات مئی گذشتہ میں واقع ہوئی ہے۔ احمدیہ سلسلہ میں اسوقت قریباً چار لاکھ انسان شامل ہیں۔ اور یہ سب مرزا غلام احمد صاحب کو مسیح اور مہدی موعود مانتے ہیں۔ خود اس رسالہ کے متعلق ایک دردانگیز واقعہ ہے یہ انکی زندگی کے آخری دو تین دنوں میں لکھا گیا اور لاہور میں ایک عام جلسہ میں سنایا جانا تھا کہ اسی اثنا میں یہ مشہور و معروف انسان وفات پا گیا۔ اور یہ لیکچر قریباً ایک ماہ بعد یونیورسٹی ہال لاہور میں قریباً پانچہزار آدمیوں کے ایک مجمع میں سنایا گیا جس میں ہندو اور مسلمان سوسائٹی کے

معزز اور بڑے بڑے لوگ شامل تھے۔ اور مسٹر چیٹر جی جج چیف کورٹ صدر جلسہ
تھے۔ ہمیں یہ بات معلوم کرکے بہت خوشی ہوئی ہے کہ اس زبردست پیغام صلح کی
بارہ ہزار کاپیاں اُردو میں اور تین ہزار کاپیاں انگریزی میں مفت شائع کی جا رہی
ہیں۔ اور جو صاحب چاہیں صرف آدھ آنہ کا ٹکٹ سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان
کو بھیجکر اس دلکش چھوٹے سے رسالہ کی ایک کاپی منگوا سکتے ہیں جس میں بہت
سی اچھی اور پسندیدہ باتوں کا نہائت زبردست الفاظ میں صدق دل سے اظہار
کیا گیا ہے وہ عظیم الشان طاقت اور اعلیٰ درجہ کی ہمدردی جو قادیان کے بزرگ کے
اس آخری پیغام صلح سے ظاہر ہوتی ہے وہ یقیناً ایک خاص امتیاز کے ساتھ
اسے ایک عظیم الشان انسان ثابت کرتی ہے پس یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ
چار لاکھ انسان اسے مسیح موعود اور مہدی تسلیم کرتے ہیں فرقہ احمدیہ صرف یہی
نہیں کہ دوسرے مذاہب کو برا نہ کہتا ہو بلکہ انکو تسلیم کرتا ہے انکا ادب کرتا ہے
اور یہ تعلیم دیتا ہے کہ اصل میں سارے مذہب ایک ہی ہیں اور ہر ایک چیز اللہ
تعالیٰ کی عظمت کو بیان کرتی ہے۔ قادیان کا بزرگ ولی اپنی اس کتاب کو اس
زبردست نصیحت سے شروع کرتا ہے کہ تمام انسان خواہ کسی مذہب کے پیرو ہوں
دراصل ایک ہی ہیں۔ اور پھر اس امر کی تفصیل کرتا ہے کہ کسطرح قرآن کریم نے ابتدا میں
ہی اس بات کو بیان کرکے کہ تمام کامل اور پاک صفات صرف اس خدا کے لیئے
ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے ایسے اصول کو رد کیا ہے جو خدائے تعالیٰ کے
غیر محدود فضل اور ربوبیت کی حد بندی کرنا چاہتے ہیں۔ یہ کتاب مسلمانوں کے
لیئے ایک اپیل ہے کہ وہ اپنے مذہب کی اصل روح کو سمجھیں اور ہر ایک ہندو یا
سکھ یا عیسائی یا بدھ مذہب کے پیرو کو اپنا بھائی خیال کریں۔

یہ عظیم الشان بزرگ جسکا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کو اصل اصول اسلام پر قائم

کرے بیان کرتا ہے کہ ہم نہیں سمجھتے کہ جس صورت میں مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ یہ نصیحت کرتا ہے کہ وہ سب انسانوں پر شفقت کریں تو کیوں ہندو اور مسلمان آپس میں صلح نہیں کر سکتے۔ مرزا غلام احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ ہندوؤں کا مذہب بیشک تنگ ہے کیونکہ یہودی عیسائی اور ہندو اس بات پر اعتقاد رکھتے ہیں کہ نجات صرف انہی کے لیئے مخصوص ہے اور دوسرے کسی کا اس میں کوئی حق نہیں۔

پھر وہ لکھتے ہیں۔

{ ہندو اور مسلمان اس ملک میں دو ایسی قومیں ہیں کہ یہ ایک خیال محال ہے کہ کیسوقت مثلاً ہندو جمع ہو کر مسلمانوں کو اس ملک سے باہر نکال دینگے یا مسلمان اکٹھے ہو کر ہندوؤں کو جلاوطن کر دیں گے۔ بلکہ اب تو ہندو مسلمانوں کا باہم چولی دامن کا ساتھ ہو رہا ہے اگر ایک پر کوئی تباہی آوے تو دوسرا بھی اس میں شریک ہو جائیگا۔ اور اگر ایک قوم دوسری قوم کو محض اپنے نفسانی تکبر اور شیخت سے حقیر کرنا چاہے گی تو وہ بھی داغ حقارت سے نہیں بچیگی۔ اور اگر کوئی ان میں سے اپنے پڑوسی کی ہمدردی میں قاصر رہیگا تو اسکا نقصان وہ آپ بھی اُٹھائیگا۔ جو شخص تم دونوں قوموں میں سے دوسری قوم کی تباہی کی فکر میں ہے اسکی اس شخص کی مثال ہے کہ جو ایک شاخ پر بیٹھکر اس کو کاٹتا ہے۔ }

صلح اور اتفاق کے اس اعلیٰ اور پاکیزہ خیال کے ساتھ ہی یہ بزرگ انسان فکر ظاہر کرتا ہے کہ اسوقت دونوں قوموں میں عداوت اور بُغض ترقی کر رہا ہے۔ اور کہ بعض لوگ اس تباعد کو اور بھی بڑھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ بزرگ انسان طاعون اور زلزلے شریر انسانوں کے لیئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک سزا بیان کرتا ہے اور کہتا ہے کہ وہ دن عنقریب آئے گا کہ چاروں طرف سے اس طرح مصائب انسانوں کو آگھیریں گی کہ وہ حیرت زدہ ہو کر پوچھیں گے کہ کیا ہونیوالا ہے۔

مرزا غلام احمد صاحب یہ نصیحت کرتے ہیں کہ ان بلاؤں اور مصیبتوں کے دنوں سے پہلے پہلے ہم اتفاق کریں۔ وہ اپیل کرتے ہیں کہ مسلمانوں اور ہندوؤں کو باہم صلح کر لینی چاہیئے۔ اور اگر ایک فریق ان میں سے دوسرے پر کوئی زیادتی کر رہا ہے تو اسے چاہیئے کہ اس زیادتی کو چھوڑ دے ورنہ ساری عداوت اور کینوں کا جو اس سے بڑھیں گے یہ فریق ذمہ وار ہوگا۔ وہ بڑے افسوس کے ساتھ ان جھگڑوں کو دیکھتے ہیں جو مختلف مذاہب کے پیرووں اور حامیوں میں ہوتے رہتے ہیں جو دوسروں کی تعلیم اور بزرگوں کے متعلق سخت کلامی سے پرہیز نہیں کرتے۔ دوسری قوموں کے مقدس بزرگوں کا بے ادبی سے نام لینا اور انکو گالیاں دینا ایک زہر ہے جو جسم اور روح دونوں کو ہلاک کر دیتی ہے اور اعلیٰ درجہ کی اخلاقی جرأت کے ساتھ جو خصوصیت سے اس بزرگ کی عظمت کا دلوں پر اثر بٹھاتی ہے۔ وہ لکھتا ہے۔

{ اس جگہ اس حصہ پیغام صلح کو نقل کیا ہے جس میں مصنف پیغام صلح نے اپنی طرف سے آمادگی ظاہر کی ہے کہ ہم ایسا معاہدہ دینے کو تیار ہیں اور ہندو صاحبان سے چاہا ہے کہ جس طرح ہم انکے نبیوں کو صادق مانتے ہیں وہ بھی ہمارے نبی علیہ السلام کے صدق پر سچے دل سے ایمان لاویں۔ پھر اسکے بعد پیغام صلح کا وہ حصہ نقل کیا گیا ہے جس میں مسلمانوں اور ہندوؤں کا پولیٹیکل امور میں اختلاف دکھا کر یہ بیان کیا گیا ہے کہ اصل دشمنی کی وجہ پولیٹکل تفرقہ نہیں بلکہ مذہبی تفرقہ ہے } اس کے بعد اخبار مذکور لکھتا ہے۔

"اسطرح پر اصل وجہ فساد کو قائم کر کے یہ عظیم الشان انسان ایک سچے نبی کی طاقت روح اور جوش کے ساتھ اس بات کو بیان کرتا ہے کہ کیوں ایسے مذہبی اختلافات ہمارے اندر نہیں ہونے چاہیئے۔ یہ ایک زبردست تحریر ہے اور

پڑھنے والے کو بہت سی نئی باتیں سکھاتی اور اسے غور اور تدبر کا موقعہ دیتی ہے۔ ہندو اور مسلمان جب اس اپیل کو جو ایک سچے دل سے نکلی ہوئی اور ایک ایسے شخص کی طرف سے ہے جو چار لاکھ آدمیوں کے یقین اور ایمان میں مسیح موعود اور مہدی ہے تو یقیناً انکے دل اس اثر سے خالی نہ رہیں گے جو ایک سچے دل سے نکلی ہوئی بات کا اثر ہوتا ہے۔ مہدی کی اپیل کے یہ الفاظ قابل غور ہیں { پیارو! صلح جیسی کوئی بھی چیز نہیں۔ آؤ ہم اس معاہدہ کے ذریعہ سے ایک ہو جائیں اور ایک قوم بنجائیں آپ دیکھتے ہیں کہ باہمی تکذیب سے کسقدر پھوٹ پڑ گئی ہے آؤ اب یہ بھی آزمالو کہ باہمی تصدیق کی کسقدر برکات ہیں۔ }

ایسی اپیل ایسے عظیم الشان انسان کی طرف سے یوں ہی ضائع نہیں جانی چاہیئے اور ہر ایک محب وطن ہندوستانی کا یہ مدعا ہونا چاہیئے کہ وہ مجوزہ صلح کو عملی رنگ پہنانے کی کوشش کرے ''

کرشن اوتار :- ایک اور چھوٹا سا رسالہ ہے جو پیغام صلح کے ساتھ اسیقدر تعداد میں خواجہ کمال الدین صاحب نے چھپوا کر مفت شائع کیا ہے۔ یہ چھوٹا سا رسالہ ایک قابل قدر تصنیف ہے جس میں ہندو صاحبان کو اصل حقیقت اوتار کی واضح کر کے سمجھائی گئی ہے اور یہ دکھایا گیا ہے کہ کیوں کلام الٰہی بار بار نازل ہونیکی ضرورت ہوتی ہے۔ احمدی احباب جو ان رسالوں کو مفت شائع کرنیکے لیئے منگوانا چاہیں انہیں صرف اصل لاگت پر جو بہت ہی کم ہے مطلوبہ تعداد بھیجی جاوے گی۔

مندرجہ ذیل کتب موجودہ بک ڈپو کی طرف ہم شائقین کو خاص طور پر توجہ دلاتے ہیں۔

یہ کتابیں بذریعہ وی پی (مفصل فہرست اور قیمتوں کے لیے دیکھو دوسری طرف) مینجر میگزین قادیان سے طلب کرو۔

(۱) صداقت و فلسفۂ اسلام پر۔ براہین احمدیہ۔ جس میں نہایت پُر زور دلایل کے ساتھ صداقت اسلام اور آنحضرت کے منجانب اللہ ہونیکو ثابت کیا گیا ہے۔ مکمل کتاب جس میں حصہ چہارم وہ اصل نسخہ ہے جو حضرت اقدسؑ نے ۱۸۸۴ء میں چھپوایا تھا ۵ روپیہ کو ملتی ہے۔ اسلام کا فلسفہ۔ وہ لطیف لیکچر جو پانچ سوالوں کے جواب میں جلسہ اعظم مذاہب میں حضرت اقدسؑ کی طرف سے پڑھا گیا۔ جیبی تقطیع قیمت ۲ر۔ رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب۔ علاوہ مذکورہ بالا لیکچر کے دیگر مذاہب کے جواب بھی ہیں ۲۷۴ صفحے قیمت ۸ر۔ ریویو آف ریلیجنز کی پچھلی جلدیں جن میں علاوہ دیگر مذاہب جیسے عیسائیت آریہ مذہب وغیرہ کی تردید کے بعض مفصل اور مبسوط مضامین صداقت اسلام پر لکھے گئے ہیں جیسے جلد ۱۹۰۳ء میں عصمت انبیاء پر جلد ۱۹۰۴ء میں دعا کی حقیقت اسلام کی حقیقت اور برکات روح القدس ملائکہ وحی الٰہی کی ضرورت۔ جلد ۱۹۰۵ء میں پردہ تعدد ازدواج۔ طلاق غلامی پر۔ جلد ۱۹۰۶ء میں سود۔ قانون وراثت اور احادیث کی صداقت پر۔ جلد ۱۹۰۷ء میں قرآن کریم کی حفاظت اور جمع۔ قرأتوں اور ناسخ و منسوخ پر۔ فی جلد عہ

(۲) عیسائی مذہب پر۔ سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب ۲ر۔ جنگ مقدس قابل دید کتاب ہے ۶ر۔ نور القرآن حصہ اول ۲ر حصہ دوم ۴ر۔ ابطال الوہیت مسیح ار (۳) آریہ مذہب پر۔ سرمہ چشم آریہ۔ جو آریہ مذہب کے اعتراضوں کے جواب میں اور انکے اصول کی تردید میں ایک لاثانی کتاب ہے ۲۵۰ صفحے قیمت ۱۲ر۔ نور الدین۔ ترک اسلام کے ۱۴۴ سوالوں کا لاجواب جواب ہے جو علامہ حکیم نور الدین صاحب کی تصنیف ہے ۲۵۶ صفحے قیمت ۸ر آریہ دھرم جس میں نیوگ پر بحث ہے ۴ر۔ نسیم دعوت ۳ر (۴) شیعہ مذہب پر۔ خلافت راشدہ حصہ اول ۱۸۰ صفحے ۸ر۔ حصہ دوم ۸۰ صفحے ۴ر مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی لطیف تصنیف جس میں شیعہ مذہب کی ایسی تردید کیگئی ہے جسکا جواب کسی شیعہ سے بن نہیں سکا بحث کا اسلوب بالکل نیا ہے خطوط شیعہ کا جواب ۲ر (۵) سکھ مذہب پر۔ ست بچن ۲۰۰ صفحے قیمت ۱۰ر اس کتاب میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ باوا نانک صاحب اسلامی طریق کے پیرو تھے سکھ مذہب پر حجت قاطع ہے۔ (۶) سلسلہ احمدیہ کی حقیقت میں۔ عسل مصفّٰے ایک قابل دید کتاب ۸۲۸ صفحوں کی ہے جو بسبب ایک جامع کتاب ہونیکے ہر ایک احمدی کے ہاتھ میں ہونی چاہیئے۔ سلسلہ احمدیہ کے متعلق ہر ایک مسئلہ پر اور احادیث تفاسیر وغیرہ کے تمام اقوال پر سیر کن بحث ہے۔ باقی کیلیے دیکھو مفصل فہرست۔ (۷) لغات القرآن۔ ایک نہایت قابل قدر لغات قرآن شریف کی ہے جسمیں بالمقابل کالموں میں معتبر لغات عربی اور اسکا اردو ترجمہ دیئے گئے ہیں قرآن شریف کا ترجمہ سیکھنے کے لیے ازبس ضروری ہے۔ حصہ اول ۴۲۸ صفحے قیمت عہ حصہ دوم ۶۰۸ صفحے قیمت عہر (۸) یسرنا القرآن یہ اگرچہ بچوں کا قاعدہ ہے مگر ایک نہایت مفید چیز ہے جس سے بچوں کو قرآن شریف کے پڑھنے میں اعلیٰ درجہ کی سہولت ہوگئی ہے چھ ماہ میں بچہ قرآن شریف پڑھ لیتا ہے تین حصہ ہیں ہر ایک حصہ ار (۹)۔

مندرجہ ذیل کتابیں دفتر میگزین قادیان ضلع گورداسپور سے بذریعہ قیمت طلب پیکٹ مل سکتی ہیں انکا مطالعہ مذہبی تحقیقات اور تاریخی معلومات اور مخالفین کے اعتراضات کی تردید کیلیے نہایت ضروری ہے مشرح فہرست۔ ہر کا ٹکٹ بھیجنے پر ارسال خدمت ہوگی

کتاب	قیمت	کتاب	قیمت	کتاب	قیمت	کتاب	قیمت
انوار الله اردو	۸ر	قاعدہ عربی اردو	۱ر	تذکرۃ الشہادتین اردو	۵ر	شہادۃ القرآن اردو	۴ر
اجرومیہ عربی	۱۰ر	قرآن شریف مترجم مع تفسیر حسینی	عہ	فارسی	۳ر	صیان القرآن ٪	۳ر
الذکر یعنی ترجمہ نماز و اسمائے الٰہیہ	۲ر	مسک العارف اردو	۱ر	تحفہ قیصرہ اردو	۲ر	کشف الغطاء ٪	۲ر
پارہ الم عربی	۲ر	نشان آسمانی ٪	۲ر	تحفۃ الندوہ ٪	۱ر	لغات القرآن حصہ اول	عہ
پنج ارکان اسلام اردو	۱ر	واقعات صحیحہ ٪	۲ر	تقریریں ٪	۲ر	٪ حصہ دوم	عمہ
تفسیر جلالین عربی	عمہ	یسرنا القرآن حصہ اول	۱ر	تقریروں کا مجموعہ ٪	۳ر	لیکچر سیالکوٹ اردو	۱۰ر
تفسیر فوز الکبیر عربی فارسی	۲ر	٪ ٪ دوم	۱ر	سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب ٪	۲ر	٪ لاہور نہوتسو ٪	۴ر
تقریر جلسہ مذاہب جیبی تقطیع اردو	۲ر	٪ ٪ سوم	۱ر	جنگ مقدس عیسائیوں سے مباحثہ ٪	۲ر	مشکوۃ الانوار عربی	۴ر
جام شہادت اردو	۱۰ر	ہدیہ ثاقب اردو	۲ر	حمامۃ البشریٰ حصہ اول عربی	۸ر	مواہب الرحمن ٪	۴ر
شمائل مترجم فارسی	عہ	الہدیٰ عربی	۶ر	حجۃ الاسلام اردو	۱ر	مبادی الصرف	۱۰ر
رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب اردو	۸ر	الحق الدھیانہ اردو	۶ر	خطوط شیعہ کا جواب ٪	۲ر	نسیم دعوت اردو	۳ر
سلسلہ دینیہ اردو	شہ	٪ دہلی ٪	۸ر	خطبہ الہامیہ عربی مع ترجمہ فارسی اردو	عہ	نور القرآن حصہ اول ٪	۲ر
سلائل القراۃ عربی نمبر۱	۴ر	اعجاز احمدی عربی	۳ر	خلافت راشدہ حصہ اول اردو	۸ر	٪ ٪ دوم ٪	۴ر
٪ ٪ نمبر۲	۸ر	احسن الکلام اردو	—	٪ ٪ دوم ٪	۴ر	ہدیہ سعدیہ عربی	۲ر
٪ ٪ نمبر۳	۱۳ر	ابطال الوہیت مسیح ٪	۱ر	حدیقۃ المعارف حصہ اول و دوم	۴ر	فضل حق اردو	۱ر
٪ ٪ نمبر۴	سہ						
آریہ دھرم اردو	۴ر	آیات الرحمن ٪	۸ر	٪ ٪ سوم و چہارم	۸ر	سیرۃ المسیح ٪	۸ر
		دعوت الحق ٪	ھر	اعلام الناس حصہ دوم	۴ر	آسمانی فیصلہ ٪	۴ر
دینیات کا پہلا رسالہ ٪	۱ر	شرح ترمذی نمبر۱	عمہ	دعوت دہلی اردو	۶ر	دافع البلاء ٪	۱ر
طریق النجات نمبر۱	۸ر	٪ نمبر۲	عمہ	دعوت الندوہ ٪	۱ر	غنیۃ الطالب عربی	عہ
٪ نمبر۲	۷ر	احمدی کامن نظم پنجابی	۱ر	راز حقیقت ٪	۱ر	شفاء السقام ٪	عہ
٪ نمبر۳	۸ر	براہین احمدیہ حصہ اول	ھر	براہین احمدیہ حصہ چہارم*	عا	ست بچن اردو	۱۰ر
٪ نمبر۴	۱۵ر	٪ ٪ دوم	۴ر	مکمل براہین احمدیہ اردو	سے		
عسل مصفیٰ اردو	عہ	٪ ٪ سوم	۱۰ر	سرمہ چشم آریہ اردو	۱۲	نوٹ۔ ان قیمتوں میں	
ضرب جمیل بر قول جمیل۔ ایک دلچسپ نظم مولوی خلیل سہارنپوری کے اعتراضوں کے جواب میں			ر	مکتوبات و خطبات محمدیہ ٪	۴ر	محصول ڈاک شامل نہیں	

* براہین کا حصہ چہارم اصل نسخہ ہے جو حضرت اقدس نے ۱۸۸۴ء میں چھپوایا تھا۔ باقی تین حصے بڑے اہتمام سے دوبارہ چھپوائے گئے ہیں۔ مکمل براہین احمدیہ جس میں جلد چہارم بار اوّل کی چھپی ہوئی ہے۔ سے، کو دفتر میگزین مل سکتی ہے۔

تمام خط و کتابت ان کتابوں کے متعلق دفتر میگزین قادیان سے ہونی چاہیئے۔